

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی رساتواں اجلاس

مباحثات 2014ء

(اجلاس منعقدہ 28 جنوری 2014ء بطابق 26 ریج الاول 1435 ہجری بروز مغل)

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
2	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
3	وقفہ سوالات۔	2
9	رخصت کی درخواست۔	3
10	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ بلوچستان سمندری ماہی گیری کا (تمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2014ء)	4
12	مشترکہ قرارداد نمبر 23 مجانب محترمہ معصومہ حیات۔	5
39	مشترکہ قرارداد نمبر 24 مجانب میرا ظہار حسین کھوسہ (وزیر خوارک و ترقی نسوان)	6

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 28 جنوری 2014ء بہ طابق رنگ الاول 1435ھجری بروز منگل بوقت صبح 11:45 بجھر منٹ پر زیر صدارت میر جان محمد خان جمالی، جناب اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہاں، کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
 جناب اسپیکر۔ السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
 تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدٌ كُمْ
 الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِ لَوْلَا أَخْرَتَنِي إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ لَا
 فَاصَّدَقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ وَلَنْ يُوَخِّرَ
 اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجْلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا
 تَعْمَلُونَ

﴿پارہ نمبر 28. سورۃ المنافقون .. آیات نمبر 9-10-11﴾

ترجمہ:- بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ اے ایمان والو! غافل نہ کر دے تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں۔ اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ آپنے تم میں کسی کو موت۔ تب کہے اے رب! کیوں ڈھیل نہ دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی موت کہ میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں اور ہر گز ڈھیل نہ دے گا اللہ کسی جی کو جب آپنچا اُسکا وعدہ اور اللہ کو خبر ہے۔ صدق اللہ ہمیں۔
 جناب اسپیکر: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ وقفہ سوالات۔ میر حمل کلمتی! Mir Hamal Kalmati

بھی موجود نہیں ہیں، اسکے behalf پر کوئی دینے^گ is not present, the Minister PHE جواب۔ میرے خیال میں میر حمل کلمتی ہیں نہیں تو There is no supplementary. میر سرفراز احمد گٹھی (وزیر داخلہ): اگر کوئی supplementary ہے تو We will answer that, other wise اسکا جواب آیا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: کسی اور MPA کا تو supplementary نہیں ہے؟ - جلیں جی۔ جی میدم وقفہ سوالات ہے میدم۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: نہیں کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ سوالات توجہ سے یہ اسمبلیاں وجود میں آئی ہیں، میں سمجھ رہی ہوں، ہم آئے ہیں۔ تو سوالات تو یہ کہر ہے ہیں لیکن آپ کو پختہ ہے کہ جوابات دینے میں بھی کافی جو ہے بیٹھ کے اس پر تیاری کرنی پڑتی ہے۔ اور جو ہمارے حضرات ہیں وہ ظاہر ہے جواب بنانے میں گھنٹوں لگا دیتے ہیں اور وہاں سے پھر جو سوال کرنے والے حضرت ہیں وہ اتنے عرصے سے آئی نہیں رہے ہیں۔ سوال کرتے ہیں اور موجود نہیں ہوتے۔ یا تو انہیں پابند کیا جائے یا پھر کوئی لائحہ عمل اختیار کیا جائے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: میدم میں نے چیف منسٹر صاحب کو بھی یہی گزارش کی ہے اور زیرتوال صاحب جو Law Minister کے کی بینٹ کے کسی اور کوڈیوٹی سونپ سکتی ہے، وہ تیاری کر کے آجائیں گے۔ ایک لائحہ عمل تیار کریں نمبر 1۔ اور کی بھی limit کر لیں۔ کہ جی تین سالی منسٹری یا دو سالی منسٹری سے زیادہ نہیں ہونگے۔ یہ بھی آپ کو طے کرنا پڑے گا۔ میری یہ گزارش ہے Law and Parliamentary Minister کے توسط سے کہ ہر وقت ایک اپنی ٹریشری ٹیکسٹ کا پارلیمنٹری گروپ کی میٹنگ کر لیا کریں، سیشن سے پہلے۔ اسی طرح اپوزیشن کو بھی کرنی چاہیے اور اجلاس شروع ہونے سے پہلے، پہلے دن سے پہلے Advisory Committee کی meeting ہو جائے کہ ایک طریقہ کار وضع کر دیا جائے۔ رواں جو اجلاس ہوتا ہے، اُسکے دوران۔ جی زیرتوال صاحب۔

جناب عبدالجیم زیرتوال (وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پر اسیکیوشن): شکر یہ جناب اسپیکر!

جو آپ فرماتے ہیں، ہم تو گورنمنٹ کے طور پر، ٹریشوری پیپلز کی حیثیت سے ہم تو تیار ہیں۔ اور سیمینٹری اور اسکے حوالے سے، policy کے حوالے سے اب تک وہ آیا ہی نہیں ہے۔ جس پر ہم اُنچھے ہوں یا طے نہ پا رہا ہو۔ بہر حال سوالات کیے گئے ہیں انکے کچھ کے جوابات آئے ہیں کچھ کے نہیں آئے ہیں۔ لیکن خود جنہوں نے سوال کیے ہیں، وہ خود غیر حاضر ہوا کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کی جانب سے ہمارا کوئی وزیر اگر غیر حاضر ہو، تو انگلے کو یہیں پارلیمانی افیئرز کے منسٹر کی حیثیت سے مطلع کریں گے۔ ہم اپنے طور پر اُسکی پھر تیاری کر کے جواب دینگے متعلقہ department کے سیکرٹری صاحب کو بلاؤ میں گے۔ تو اب تک وہ ایسا آیا ہیں ہے۔ (ماغلٹ)۔

جناب اسپیکر: جو گیزئی صاحب! اپنا یا تو کر سکتے ہیں نمبر 1۔ اپنے کسی colleague کو، کیبنٹ کے Parliamentary Secretaries کو۔ اُسکے بعد کسی Advisor کو، اگر MPA کا نظام آجائیگا اس اسمبلی میں تو تھرڈ پارلیمنٹری سے۔ آپ MPA ہیں، آپ آزاد ہیں، آپ اپنے MPA-ship کی آزادی کو محدود نہیں کریں۔ بعد میں اسی ایوان سے آپ نے مستفید ہونا ہے۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پراسیکیوشن)۔ جناب اسپیکر! بنیادی طور پر سوال یہ ہے۔ اب تک جو سوالات کیے گئے ہیں، یہ سابقہ گورنمنٹ کی جانب سے جو ان کا کیا دھرتا ہے، ان پر اُنکے سوالات ہیں اور وہ غیر حاضر ہوئے۔ اور اسلنے غیر حاضر ہوئے کہ ان پلندوں کو دیکھیں کہ پانچ سالوں میں صوبے میں کیا کچھ ہوتا رہا ہے۔ وہ ایک تماشہ ہے۔ اب اچھا ہے کہ سوال بھی خود انہوں نے کیے ہیں۔ اور ہمارے پاس وہ تمام مواد آگئے ہیں کہ کیا میرٹ ہوا ہے۔ کس طریقے سے لوگوں کو لگایا گیا ہے۔ میں حیران ہوں۔ کیوڑی اے ایک چھوٹا سا محکمہ ہے، 110 چپر اسی۔۔۔

جناب اسپیکر: کونسا؟۔۔۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پراسیکیوشن): کیوڑی اے۔ کیوڑی اے چھوٹا سا محکمہ ہے اسیں 110 چپر اسی لگائے گئے ہیں۔ تو کیوڑی اے میں کل ملازمین کتنے ہیں پہلے سے؟۔ وہ 100 نہیں ہوئے۔ تو اس طریقے کے یہ پلندے میرے پاس موجود ہیں۔ یہ وقت آنے پر سب کچھ انشاء اللہ سارے ایوان کے سامنے سارے صوبے کے سامنے، جس طریقے سے یہ کرتے چلے آئے ہیں جس طریقے سے ہوا ہے۔ میرٹ اور حقوق، اصلاح، ڈویژن سب وہ ہیں۔ جس منسٹر کا پلندہ اٹھائیں گے، وہ صرف اور صرف اُس ضلع کا، اُس حلقہ کا منسٹر ہے۔ پانچ سو پیسٹوں میں سے تین سو اُنکے ہیں، دوسوپورے صوبے کے ہیں۔ جو بھی رہا ہے۔ تو یہ سب کچھ اسی طریقے سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اب ریکارڈ واضح ہے۔ سامنے آ گیا ہے۔ سب کچھ موجود ہے۔ تو

انشاء اللہ و تعالیٰ۔ اب تو دوست نہیں ہیں۔ اب جب آئیں گے بیٹھیں گے تو انشاء اللہ و تعالیٰ انکا اعمالنامہ انکے سامنے پیش کریں گے۔ اور ایک ایک چیز پھر انکو بیس گے کہ ابھی debate کرو۔ اب کی گورنمنٹ اور جو اس سے گزری ہوئی گورنمنٹ تھی اُنکے اعمال کو دیکھو۔ کون کیا کر رہا ہے کون کیا کر رہا تھا؟۔ تو جناب اسپیکر! یہ ہیں۔ ہر حال ٹریشوری پیغمبر کی حیثیت سے، گورنمنٹ کی حیثیت سے، ذمہ داروں کی حیثیت سے ہم سب آپکے سامنے بیٹھے ہیں انشاء اللہ و تعالیٰ ہر چیز کا مدلل، قانون، روز، قاعدے کے مطابق انشاء اللہ جواب دینگے۔ اور اس House کو ایک جمہوری انداز میں، ایک جمہوری House کی حیثیت سے انشاء اللہ چلا آئیں گے۔ شکریہ جناب۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ اچھا میں آپکے ایک نوٹس میں لاؤں۔ جیسے ایک منشیر کی ڈیوٹی لگادی جاتی ہے on behalf of station ہونے کی وجہ سے۔ اسی زمانے میں یہ کنوش رہا ہے اس اسمبلی کا، طریقہ کار کہ on behalf of the سوال کنندہ۔ دوسرا۔ اس وقت تو on behalf of the other Minister ہونے کی وجہ سے۔ اسی زمانے میں یہ کنوش رہا ہے اس اسمبلی کا، طریقہ کار کہ on behalf of the سوال کنندہ۔ دوسرا۔ اس وقت تو behalf of the other Minister ہونے کی وجہ سے۔ اسی زمانے میں یہ کنوش رہا ہے کہ میر حمل کلمتی یا حاجی گل دمڑ کے behalf پر، زمرک خان کے behalf پر، مولانا واسع کی behalf پر کوئی سوال کرے۔ کیونکہ کوئی سوال کرنے والا موجود ہی نہیں ہے۔ ٹریشوری پیغمبر ہیں، ایک۔ تو یہ ذہن میں رہے۔ دوسرا زیارت وال صاحب! وہ آپ کو شش ضرور جاری رکھیں اپوزیشن کو آکے شریک ہونے کا کہ اجلاس میں شریک ہوں۔ یہ انکا ایک right ہے۔ اُس right کو forego کریں۔ آپ As a well-wisher of the House، ٹریشوری پیغمبر اور ڈاکٹر مالک خود ڈیکریٹ ہیں۔ اور جو شخص اپوزیشن سے رہ کے آیا ہے ٹریشوری پیغمبر پر، اُسکو زیادہ احساس ہوتا ہے ان چیزوں کا۔ اگر آپ کو شش کریں کہ وہ مان جائیں اور اجلاس attend کریں۔ ایک ٹیم کریں، جائیں، اُس وقت بھی وہ میرے خیال میں اپوزیشن چیزیں، کہیں ہونگے۔ ایک ٹیم ضرور مقرر کریں۔ جیسے سردار اسلام بنجوبیشل پارٹی سے ہوں۔ آپکے پشتونخوا سے ہوں، مسلم لیگ سے ہوں۔ جو بھی آپکے ساتھی ہیں انکو بھیج دیں صحیح ضرور۔ نظام کو چلانے کیلئے کل کوئی یہ گلہ نہ دیں کہ جی ہم تو نہیں تھے، کیطرفہ ہوتا رہا ہے۔ یہ گلہ بھی نہ آئے تو بہتر ہوگا۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پراسکیوشن): جناب اسپیکر! میں پھر یہ گزارش کرتا ہوں

اگر آج بھی آپ مولانا صاحب کی بیان کو پڑھیں گے۔ وہ بیان ہے انکا کہ 28-28 کروڑ روپے انہوں نے پچھلی گورنمنٹ کی طرح تقسیم کیے ہیں۔ میں پھر آپکے سامنے اس بات کو رکھ رہا ہوں کہ ہم نے الائس طریقے سے، ایک بات ہوئی تھی، اُنکے چودہ سو اسکیمات ہوا کرتے تھے۔ لیکن چودہ سو اسکیمات میں میں آپکو اس

Floor کے سامنے آپکو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ آٹھ اضلاع پر مشتمل ایک اسکیم، اس طریقے سے کم درجنوں اسکیمات ہیں۔ جو آٹھ اضلاع کے نام پر reflect ہیں۔ نصیر آباد میں استعمال ہو رہا ہے۔ قلعہ عبد اللہ میں استعمال ہوا ہے۔ قلعہ سیف اللہ میں استعمال ہوا ہے فلا نے جگہ استعمال ہوا ہے۔ لیکن اسکیم آٹھ اضلاع کے نام پر reflect ہے۔ ہم مجبوری کی حالت میں، انکی جانب سے، ہوتا یہ ہے، اب آئندہ جو مالی سال، اسکی بجٹ آئیگی، پہلے سے بنے ہوئے اسکیمات ہونگے۔ اور اسکی clear nomenclature vary ہو گا، اسکی unlimited ہو گا۔ وہ آئیگی، اُن اسکیمات کے against ہم پیسے دیں گے۔ میرٹ پر انکو select کریں گے۔ انہوں نے وہ process ہمیں کیا تھا۔ پلانگ اینڈ ڈیلپمنٹ میں ہم نے پوچھا کہ کوئی کوئی اسکیمات کس ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے آئی ہیں؟۔ انہوں نے کہا کہ یہ طریقہ کا رہنمیں ہے۔ پیسے رکھیں گے پھر اسکے بعد P.C-I estimate submit ہو گی۔ ہم نے کہا یہ تو ہمارے لئے بہت مشکل ہو گیا ہے۔ تو ہم نے through lump-sum پیسے رکھے ہیں۔ اب وہ lump-sum پیسے ڈیپارٹمنٹ کے منگوار ہے ہیں۔ وہ بھجوار ہے ہیں۔ اور آنے کے بعد ہم اسکو دیکھ رہے ہیں کہ کس علاقے میں کس چیز کی ضرورت ہے۔ اب میری priority، ٹریڈری پیچھر کی یا اپوزیشن کی جو priority ہیں، وہ اگر ٹھیک ہے تو کوئی قباحت نہیں۔ اگر ٹھیک نہیں ہے پھر departmental priority کو منظر ہم رکھیں گے۔ وہ کیسے؟۔ مثال کے طور پر ایک سکول middle کروانا چاہرہ ہے ہیں۔ وہاں پر آپکے پاس تعداد پانچ سو بچوں کی ہیں۔ ایک میں سفارش کر رہا ہوں کہ اسکو promote کریں، وہاں بچوں کی تعداد سو ہیں۔ تو پانچ سو والے کو promote نہیں کرنا اور سو والے کو آگے لے جانا یہ زیادتی ہے۔ یہ deserving ہیں ہے۔ تو ہم چاہتے یہ ہیں کہ یہ تمام چیزیں اس طریقے سے ہوں۔ مشکلات ہوں گی۔ ہمارے ایم پی اے وہ بھی شور کریں گے، ہمارے منظر صاحبان بھی کریں گے لیکن حتی الوع کوشش کریں گے کہ جہاں ضرورت ہو جہاں لوگوں کی مجبوریاں ہوں۔ جہاں ایسی چیزیں ہوں اسکو اس طریقے سے ٹھیک کر کے وہ رکھیں گے۔ اب گزارش یہ ہے کہ اب بھی یہ چاہتے ہیں۔ اور منشاء یہ ہے کہ اسی طریقے سے جیسے کہ پہلے ہوتا چلا آیا ہے۔ تو اس پر تو ہم نے case کیا تھا۔ اس طریقے سے ہم جانہیں سکتے ہیں۔ انہوں نے حکم یہ جاری کیا ہے صادر کیا ہے ہمیں، اس وقت جو ہم یہاں بیٹھے ہیں including آپکے۔ چونکہ آپ بچ ہیں۔ سپریم کورٹ نے حکم صادر کیا ہے کہ ان تمام اسکیمات کی، جن کی ہوچکی ہے وہ ہوا ہے، جن کی نہیں ہوئی ہے ان تمام اسکیمات کی تحقیقات ہوں۔ انکوائری ہو۔ اور ان پر action ہوں۔ لفظ ہے انگریزی کا ڈاکٹر صاحب! بار بار وہ

یہاں پر لیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کیا لفظ ہے۔

جناب اسپیکر: forensic.

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پراسیکیوشن) forensic. آنکوئری ہو۔

جناب اسپیکر۔ forensic ہوتا ہے، مردے کو بھی نکال کے باہر اسکا تحقیق کریں کہ کیوں مرا تھا وہ۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پراسیکیوشن) تو اس قسم کی وہ میڈیکل کی term ہے forensic کرنا چاہیے۔ قمر دے کو نکال کے اسکے لاش پر فلانے پر تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے۔ اور ادھر سے demand یہ ہے۔ اگر وہ اس چیز پر آتے ہیں کہ بھی واقعتاً یہ بنانا میں بھی ایم پی اے ہوں تجویز دے سکتا ہوں میں بھی تجویز دے سکتا ہوں۔ اب یہ منشاء ڈیپارٹمنٹ کی ہوگی۔ ڈیپارٹمنٹ کے اس ذمہ داری سیکرٹری کی ہوگی کہ مجھے middle schools اگر پچاس ملتے ہیں، تو کہاں کہاں ہم نے اس کو up-grade کرنا ہے۔ اگر مجھے high-schools ملتے ہیں وہ۔ میں تو میں

کس ضلع میں، کس ڈویژن میں کس علاقے میں ہم نے promote کرنے ہیں۔ تو یہ ایسی کوئی چیز جب آجائیگی تو شاید ہم ٹھیک کرنے چلے جائیں۔ اسی میں اب بھی میں آپکو پھر کہتا ہوں کہ ایسی ہو گی کہ ہم لوگ شور کریں گے، میرٹ والے کو، deserves کو پیچھے رکھیں۔ اسی طریقے سے جو جتنی بھی اسکیمیات آئیں گی۔ چاہے وہ واٹر سپلائی کی ہو جائیے وہ روڑوڑ کی ہوں۔ تو افادیت کے حوالے سے، عوام کے فائدے کے حوالے سے کوشش کریں گے کہ ہم اس pattern پر جائیں۔ اب وہ جو مطالبه کر رہے ہیں، وہ pattern یہی ہے کہ 28 کے حوالے سے، 28 کروڑ روپے ہیں۔ مجھے میرے 28 کروڑ روپے دو۔ میں نے یہ مطالبہ نہیں کیا ہے ایک ٹریشری پیچھر میں سے کسی نے یہ مطالبہ نہیں کیا ہے کہ مجھے میرے اٹھائیں دو۔ اور یہ اٹھائیں نہ کسی کوں سکتے ہیں نہ ملیں گے۔ اسی میں بھی مسئلہ یہ ہے۔ جمالی صاحب! آپکے سامنے میں رکھ رہا ہوں۔ اسی میں بھی مسئلہ یہ ہے کہ بعض اضلاع میں ہمارے دوست کہتے ہیں۔ مجھے سکول کی ضرورت نہیں ہے ڈیم کی ضرورت ہے۔ تو وزیر اعلیٰ کی اس سے اس حلقة میں اس ضلع میں واقعتاً اگر کوئی ایسی چیز ہیں، ہماری یہ ضرورتیں اس طریقے سے ہیں۔ تو وہ کر رہے ہیں۔ اسی میں انکے جو حلقاتے بنتے ہیں۔ یا انکے جو اضلاع بنتے ہیں انکو بھی ڈیپارٹمنٹ کے کہنے پر، وہ چیزیں ہم دینے گے۔ ڈیپارٹمنٹ کی چیز سامنے آ جائیگی۔ اُن پر ہم غور کریں گے۔ اسکو دیکھیں گے اور اسکے بنیاد پر نہ حلقة کو محروم کریں گے۔ ضلع کو محروم کریں گے۔ لیکن اسی میں ہم، یہاں جو House میں بیٹھے ہیں، اسکی رضامندی اور منشاء کم ہو گی

ڈیپارٹمنٹ اور اسکی اپنی وہ میرٹ، اسکو زیادہ ترجیحی دینے گے۔ ہم یہ کرنے جا رہے ہیں اب انکا مطالبہ یہ ہے۔ ان دونوں چیزوں میں زین اور آسمان کا فرق ہے لیکن ہماری ذمہ داری، ہے ٹریشوری پیشگز کی حیثیت سے، اپوزیشن پارلیمانی نظام کا حسن ہوا کرتا ہے۔ ہماری چیزوں کو ٹھیک کرنے کیلئے انکی تقید ہو گی اور ایک ایک چیز کو وہ اٹھائیں گے اور ہم خندہ پیشانی سے فراغ دلی سے اتنے تقید کو سین گے اور جمہوری انداز میں اسکا جو بھی ہمارے پاس جواب ہو، وہ جواب دینے گے۔ نہ ہواتا سکوتیں کریں گے اور انکا جواب دینے کے اسکو ٹھیک کریں گے۔ اب تک اگر یہ غلط چلا آیا ہے یا کوئی غلطی ہوئی ہے اسکی درستگی کریں گے۔ یہ ہوا کرتا ہے ایک سسٹم میں۔ اب اس سسٹم میں یہ اعلان ”کہ یا تو 28 کروڑ دو۔ یا ہم پورے سیشن سے واک آؤٹ کرتے ہیں“۔ یہ ٹھیک نہیں یہ مطالبات سرے سے ٹھیک نہیں ہے۔ توجہ بھی آپ چاہیں، آپ روئنگ دیں۔ دوست پھر چلے جائیں گے اتنے سامنے یہ چیزیں رکھیں گے۔ اور جو میں آپکے سامنے بول رہا ہوں۔ اس طریقے سے ہم اس ایوان کو چلانے کی کوشش کریں گے۔ ہمارے دوست آئیں۔ most wellcome thank you Sir

جناب اسپیکر: مہربانی سرفراز گنجی صاحب۔

میر سرفراز احمد گنجی (وزیر داخلہ): بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر! میری کو شش ضرور کریں اپوزیشن کو منانے کی۔ اور انکی جو demands ہماری اپنی روایات ہیں۔ اور میں میں پارلیمانی affairs کے منظر in the absence of the Leader of the House. صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ تین لوگوں کا یا چار لوگوں کا، میر خالد لاگو ادھر ہیں، ڈاکٹر صاحب! ہم اپنی کوشش ضرور کریں اپوزیشن کو منانے کی۔ اور انکی جو demands ہے کہ there is no need of any ruling. میں پارلیمانی affairs کے منظر میں اذکم منانے کی کوشش ضرور کریں۔ کیونکہ اتنے بغیر House ادھروا ہے۔

جناب اسپیکر: ہاں جی۔ team بنالیں آپ۔ ایک team بنالیں جو انکے ساتھ کریں، کوشش تو کریں ناں۔ اپنے پارلیمنٹ، ہاؤس، جی مجید خان صاحب۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: معزز منستر صاحب شاید مسلح ہو کر کے ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہیں یہ کونسا طریقہ ہے House میں اسلحہ کے ساتھ آتے ہیں لوگ۔

جناب اسپیکر: یہ میرے خیال میں مسلح تو نہیں ہونا چاہیے۔

جناب عبدالجید خان اچکزی: نہیں یہ ہوم منستر ہیں، یہ کونسا طریقہ ہے؟

جناب اسپیکر: نہیں نہیں اسکا، مجید خان! وہ کر لیتے ہیں۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: نہیں یہ کوئی طریقہ ہے مطلب۔ ہم سب مسلح ہو کر کے آئیں گے House میں؟۔

جناب اسپیکر: نہیں، یہ بس ایسا نہیں ہو گا۔ نہیں ہو گا۔

جناب عبدالجید خان اچخزی: ”وہ بولتا ہے آپ کا کام نہیں ہے“۔ کس کا کام ہے؟۔

جناب اسپیکر: میں کر لیتا ہوں، manage کر لیتے ہیں۔ تھوڑا امزء سے سے، زیارت وال صاحب! یہ instructions are very please، ٹریشری پیچھرے اس وقت ہیں۔ یا آپ ہدایت دیں۔ وہ ہمارے clear۔ پر یہ عمل کرالیں۔ ٹھیک ہے نا۔ طریقے سے آپ یہ کریں۔ We will not give any point-out looped-hole.

Please follow the rules. بس اتنی سی بات ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچخزی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی بی اے، کیوڈی اے و بی سی ڈی اے):

جناب اسپیکر! آپ کی بڑی مہربانی، اپوزیشن کا ذکر آپ نے کیا۔ ہمیں بھی اسی میں خوشی ہو گی کہ اپوزیشن ہمارے ساتھ ہو۔ ہم بھی جمہوری کلچر کو فروغ کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کریں گے، جمہوری لوگ ہیں، عدم تشدد پر ہمارا وہ ہے۔ لیکن اگر آگے سے کوئی demand تو ہو“ کہ ہم واک آؤٹ کس بات پر کر رہے ہیں؟“۔ اگر یہاں پر کوئی گرفتاری ہوئی ہے پورے صوبے میں۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! بس تفصیل میں نہیں جائیں نا۔

(وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی بی اے، کیوڈی اے و بی سی ڈی اے): sir میں عرض کروں

sir۔ اگر کوئی گرفتاری ہوئی ہے پورے صوبے میں، وہ بے شک احتجاج کریں۔ اگر کوئی سیاسی قیدی ہے، پورے صوبے میں، جو اس صوبے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہے یا اگر اپوزیشن کے کسی گھر پر چھاپ مارا گیا ہے۔ چادر اور چار دیواری کا وہ ہوا ہے۔ اور اگر عنایت اللہ کاریز، قلعہ عبداللہ، گلستان، توبا اچخزی اور کوئی میں جو یہ لوگ ہمارے قتل عام کیا کرتے تھے۔ یہ ایسی کوئی بات ہوئی ہے تو یہ لوگ احتجاج کریں۔ یہ تمام چیزیں جو میں نے کہی ہیں، یہ لوگ ہمارے ساتھ کر رہے تھے۔ پاکستان میں پہلی بار اُنکی حکومت میں محمود خان پر ریوٹ کنٹرول حملہ ہوا۔ اور انکو پیغام ہے کہ کس نے کیا ہے۔ یہ وہ تمام چیزیں ہیں جو اپوزیشن، ہم یہاں اسمبلی میں آ کے آسمان سر پر اٹھاتے تھے کہ ہمارے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ یہ ہو رہا ہے۔ ہم دنیا کو یہ پیغام دیا کرتے تھے کہ یہ ہمارے ساتھ ہم ہو رہا

ہے۔ انکے ساتھ اگر ایسی کوئی بات ہو رہی ہے کہ جی، ہم اپوزیشن میں ہیں میں حزب اقتدار کے برابر ہوں۔ پیسوں میں۔ جناب والا! دنیا کے کسی بھی پارلیمنٹ نے اس بات پر وہ نہیں کیا ہے کہ مجھے برسر اقتدار لایا جائے۔ برسر اقتدار اگر انہوں نے لانا ہے۔ ابھی میں اسکے عمل درازی آپ کو بتاتا ہوں۔ جناب اسپیکر! ہمارے صوبے کی چھوٹی سی پی ایس ڈی پی ہے چھتا لیں بلین۔ انکا جو انہوں نے عیاشیاں کی ہیں۔ جو انہوں نے وہ جو irregularities کی ہیں۔ جنہوں نے غیر قانونی عملیات کئے ہیں۔ جنہوں نے پیسے بٹورے ہیں۔ وہ تو انہوں نے خرچ کئے۔ ابھی جو انکا throw-forward ہے۔ جو اس ہمارے بجٹ سے ہم نے ادا کرنا ہوگا۔

جناب اسپیکر! آپ کی توجہ چاہیے۔ 86 بلین۔ یہ طریقہ واردات ہے کہ جی! اپنے دس کروڑ روپے کا منصوبہ دے دیا۔ تو دو کروڑ آپ کو مل گئے۔ چھ کروڑ باقی رہ گئے۔ 86 بلین ہمارا بجٹ پر انکا بوجھ ہے۔ جناب اسپیکر! یہ بھی ہوا ہے کہ اگر پانچ کروڑ کا منصوبہ ہے، سڑک ہے، جو کچھ بھی ہے۔ اگلے سال اسکو revised کر لیتے ہیں۔ تمیں پرسنٹ ہو گیا۔ اسکو double کر لیتے ہیں۔ ریکارڈ پڑا ہوا ہے پی ایس ڈی پی پر۔ وقت آنے پر ہم دکھادینگے جب۔ اتنا عقل بھی نہیں تھا جناب اسپیکر! کہ 2012ء میں انہوں نے 60% پرسنٹ کام کیا ہے۔

next, PSDP mention میں ہے کہ 30% پرسنٹ ہوا ہے۔ پھر اسکو وہ کیا ہے۔ ایک ایک سڑک، ایک اسکیم سات، سات، آٹھ، آٹھ سال آرہا ہے۔ ہم انکے با میں نہیں کر رہے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ جی وہ فلاں کو۔ اور اب پھر دوسرا بات جناب اسپیکر! کہ دنیا کے تمام democracies میں development جو ہے وہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ڈولپمنٹ اپوزیشن کی ذمہ داری نہیں ہے۔ آپ نے جو ڈولپمنٹ کرنا تھا۔ آپ کے ڈولپمنٹ میں جس طریقے سے آپ نے کیا ہے اس پر سپریم کورٹ کہتا ہے کہ 75% cases کا forensic جائزہ لو۔ تو ابھی ہمارے گورنمنٹ میں ہم انکو وہ کر لیں گے پھر انکی وجہ ہمارا analysis ہو گی۔ ہماری بدناگی ہو گی۔ ہم پر چوری پکاری کا الزام ہو گا۔ ہم آپکو باور کرنا چاہتے ہیں خدا کے فضل سے آج تک ایسی کوئی بات نہیں نکلی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی کہ جی کرپشن ہوا ہے۔ perks ہوئے ہیں، کمیشن ہوئے ہیں۔ فلاں ہوئے ہیں۔ جو انکی روایت ہے۔ اس روایت کو توڑنے کیلئے ہم دن رات لگے ہوئے ہیں جناب اسپیکر۔ ہم آپ کے توسط سے یہ اقتدار میں جتنے بھی ہمارے coalition partners ہیں، منت کرتے ہیں آپ سے کہ بھئی! کہ اگر آپ مناسکتے ہیں آپ منا کے لا کیں۔ پیسوں کے علاوہ اگر کوئی ایسی بات ہے، انکا اپوزیشن کا تجربہ نہیں ہے، پندرہ سال سے بٹور رہے تھے۔ پندرہ سال جو کچھ کر رہے تھے۔ ابھی انکی عادت نہیں پڑی ہے اپوزیشن کی، انکا اپوزیشن میں خنثیوں کا پتہ نہیں ہے۔ جب انکی عزیز واقارب کی خدا

نہ کرے خدا نہ کرے، حکومت والے ذبح کر کے پھینک دیں۔ پھر انکو پتہ چلے گا کہ اپوزیشن کیا ہوتی ہے۔ ہم ان تمام مراحل سے گزر کے آ رہے ہیں۔ ہم نے ایک دن کیلئے اسمبلی کی باریکات نہیں کی ہے۔ اور ہم اسمبلی کو، حزب اقتدار کی غلطیوں اور اسکے ظلم، اسکے فلاںے، اسکے فلاںے کو اجاگر کرنے کیلئے دنیا کو بتادیتے تھے۔ یہ بجائے اسکے کہ ہماری غلطیوں پر وہ کریں کہتے ہیں۔ ”کہ جی ہمیں پیسے دیتے ہو ٹھیک ہے ورنہ ہم گئے“، یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے جناب اسپیکر، بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: جی۔ پھر بھی کوشش جاری رکھیں please کہ ایوان کی یہ ہوتی رہے، جی میڈم بات کر لیں، ڈاکٹر شمع! جی آپ ٹیم بنائیں۔ کوئی ضرور، انکا کوشش کریں کہ وہ آجائیں ایوان میں۔ میڈم انکی وضاحت ہو جائے۔

(وزیر قانون و پارلیمنٹی امور، اطلاعات، پراسکیوشن): طاہر محمود صاحب، منظور خان، خالد لانگو
صاحب یہ دوست چلے جائیں گے انکے پاس، انکو منانے کیلئے۔۔۔

جناب اسپیکر: جائیں کوشش تو کریں۔ اور بھرآ کے بتائیں House کو کہ ماننے کے mood میں ہیں یا other wise چلیں جی! ابھی وقفہ سوالات۔ یہ جتنے سوالات ہیں انکو کارروائی کا حصہ تصور کیا جاتا ہے۔

-These will become part of the proceedings.

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب محمد اعظم داوی (سیکرٹری اسمبلی): سردار سرفراز چاکرڈوکی صاحب کوئٹہ سے باہر جانے کی بناء آج کے اجلاس سے عدم شرکت کے باعث رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عبدالکریم نوшیروانی صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بناء آج کے اجلاس سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔ سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔ فشریز منظر! On his behalf, please. کون کریں گے؟ فشریز منظر۔ چلیں زیارت وال صاحب! تحریک پیش کریں۔

(وزیر قانون و پارلیمنٹی امور، اطلاعات، پراسکیوشن): شکریہ جناب اسپیکر! میں وزیر ماہی گیری کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان سمندری ماہی گیری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ

قانون نمبر 10 مصدرہ 2014ء پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ بلوچستان سمندری ماہی گیری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2014ء پیش ہوا، جی انگلی تحریک پیش کریں۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پراسیکیوشن): میں وزیر ماہی گیری کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوئی کہ بلوچستان سمندری ماہی گیری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار محیریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جائے؟

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی، آیا بلوچستان سمندری ماہی گیری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار محیریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جائے؟۔ ہاں یا نہیں۔ ہاں، تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان سمندری ماہی گیری کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2014ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کار محیریہ 1974ء کے قاعدہ 84 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی، زیارت وال صاحب، ڈاکٹر حامد خان اچنڈی صاحب، صوبائی وزراء، نصر اللہ زیرے، منظور احمد خان کا کڑ اور محترمہ معصومہ حیات صاحبہ ارائیں اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 23 پیش کریں۔ نصر اللہ صاحب! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں زیارت وال صاحب سے بھی ٹریڈری پیچھے سے بھی اٹھا رہیں ترمیم کو study کریں کہ ایک بہت سی چیزیں آپکے اپنے زمرے میں آتے ہیں۔ یہ آپ انگلیکھ بھیجیں کہ جی ہمارا right دے دیں۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پراسیکیوشن): جناب اسپیکر! یہ international routes جو ہیں، یہ تو ہمارے پاس کہاں ہیں، اسکا ٹیکس مرکزی حکومت کے پاس ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں ٹیکس، وہ تو انکا ہو گا لیکن اس میں ٹیکس کا پیسہ آپ کو دینا ہے انہوں نے لازمی۔ (وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پراسیکیوشن): نہیں جناب اسپیکر! نہیں۔ کسی بھی مد میں کہیں پر بھی یہ شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو میں نے لکھا ہے کہ وہ با قاعدہ بتایا جائے کہ پورا وفاقی گورنمنٹ ہمارے صوبہ جو رقبے میں سب سے بڑا ہے اور international route یہاں سے گزرتے ہیں۔ اور اسکی بہت بھاری ڈالر

بلوچستان صوبائی اسمبلی

میں نکلیں ہوا کرتا ہے۔ تو اس بنیاد پر جناب اسپیکر! اسیں یہ کہتا ہوں کہ آئینیں ہمارا حصہ اور اٹھارویں ترمیم کے بعد بھی جناب اسپیکر! اس پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: چلیں نصر اللہ زیرے صاحب، جی بی بی۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: محترم اسپیکر صاحب! یہ جو ماہی گیری کا تھا میں اس پر اپنا ایک comment دینا چاہتی ہوں۔

جناب اسپیکر: وہ amendment دے دینا، ابھی تو وہ صرف۔ آئین amendment کا time ہے، ابھی دے دیں۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: sir وہ ابھی جب وہ پچھلی دفعہ بھی ہوا تھا۔ آج تو یہ منظوری کیلئے پیش ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر: منظوری کیلئے نہیں صرف وہ rules 84 کے، وقت سے پہلے پیش کیا جائے۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: sir وہ جو انہوں نے نیکس کی بات کی ہے۔ انہیں کی support کی بات کر رہی ہوں کہ آئینیں sir ایسا ہے کہ ہمارے جتنے بھی کہ جو جیسے باہر علاقے کے جیسے پنجاب سے بھی یا وہ دوسرے، کیونکہ ماہی گیر آ جاتے ہیں ہمارے علاقے میں، دوسرا اس کیلئے باقاعدہ ہر آئینیں لائسنس جاری ہوتے ہیں۔ تو اس طرح کا کوئی بھی mechanism نہیں ہے اسوقت بلوچستان میں کہ انکولاً لائسنس دیا جائے۔ جس سے ہمیں بہت زیادہ revenue مل سکتا ہے۔ تو آئینیں میں زیارت وال صاحب یہ request کرتی ہوں کہ اگر آئینیں وہ internationally کہہ رہے ہیں تو بلکہ آئینیں جب وہ ہمارے علاقے میں آ کے تو inter-provincial سندھ، پنجاب یا جو بھی جس کا بھی ہے۔

جناب اسپیکر: سندھ کے آتے ہیں ٹرالرز، انٹریشنل واٹرز میں۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: تو آئینیں sir یہ بھی آئینیں اگر ایک ڈال دیا جائے تو بلوچستان کو بہت فائدہ ہو گا

جناب اسپیکر: آپ نوٹ دے دینا writing-in writing-in دے دیں کہ انکومطلع کریں اکبر آسکانی صاحب کو۔

محترمہ معصومہ حیات: شکر یہ جناب اسپیکر۔ مشترکہ قرارداد نمبر 23۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ ہمارے صوبہ جو ملک کے رقبے کا تقریباً 43% ہے اور صوبہ کے اس رقبے سے انٹریشنل ایئر سرویس کے سینکڑوں جہاز روزانہ گزرتے ہیں۔ اور اس طرح انٹریشنل

ایئرروں کے ہر جہاز سے ڈالروں میں ایئرسروس لیا جاتا ہے لیکن اسکی ادا گنجی صوبہ کو نہیں کی جاتی جو کہ سالانہ کے حساب سے بہت بڑی رقم بن جاتی ہے۔ ترقی کے لحاظ سے ملک سے سب سے پسمندہ صوبہ کو ڈولپمنٹ کیلئے فنڈ زیسر نہیں۔ وفاقی حکومت اور خصوصاً وفاقی بیوروکریسی ہر معاملے میں لیت ولعل سے کام لیتی ہے۔ اور یوں صوبہ کو ترقی کی بجائے پسمندگی کی دلدل کی جانب دھکیلا جاتا ہے۔ لہذا یہ ایوان کی یہ مشترکہ ذمہ داری ہے کہ بین الاقوامی ایئرسروس چار جز میں صوبہ کے عوام کے حصہ کی تعین کر کے آنسو والے مالی سال میں اسکی باقاعدہ ادا گنجی کرے اور صوبائی حکومت کو اپنے حصہ کے بارے میں مکمل بخبر رکھے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 23 پیش ہوئی۔ کوئی، آپ میں سے اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟۔ میرے خیال میں بی بی کچھ کہنا چاہتی ہیں نصر اللہ صاحب۔

محترمہ معصومہ حیات: شکریہ جناب اسپیکر۔ یہ قرارداد دوسرے قراردادوں کی طرح اہم نو عیت کا ہے۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ یہ صوبہ جو کہ صوبہ بلوچستان ہے، یہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور جیسا کہ دیا گیا ہے کہ 43% اسمیں یعنی 43 رقبے پر محیط ہے۔ آج بھی اگر ہم وفاقی حکومت اور بیوروکریسی کو دیکھیں تو وہ ہمارے وسائل سے ہمیں دور رکھا جا رہا ہے۔ اور اب international service کے جو سینکڑوں جہاز ہر روز صوبے سے گزرتے ہیں اور اس air-routes پر جانے کیلئے پیسے لیتے ہیں۔ مگر اس وقت سے اب تک اگر حساب لگایا جائے، تو میرے خیال میں ایک روپیہ بھی اس صوبے کو ادا گنجی کیلئے نہیں دی گئی۔ لیکن بد قسمتی سے آج تک صوبے کی ادا گنجی نہیں ہوئی۔ اور جناب اسپیکر! رقبے کے لحاظ سے جتنا یہ صوبہ بڑا ہے، ترقی کے لحاظ سے اُتنا ہی پسمندہ رکھا گیا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ جو coaliton government ہے، یہ ترقی پسند یا عوام پسند، جو بھی حکومتیں اگر ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وفاقی گورنمنٹ اور ساتھ ہی بیوروکریسی سے رجوع کریں کہ اس معاملے پر جلد از جلد نظر ثانی کریں۔ کیونکہ ہمارا صوبہ جو کہ سب سے پہلے ہی پسمندہ ہے اسے مزید پسمندگی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ جناب اسپیکر! بلکہ اب یہ وقت آگیا ہے کہ ابھی اس گورنمنٹ کو چاہیے کہ وفاقی حکومت سے، ہم لوگ وفاق سے بھیک نہیں مانگیں بلکہ اپنے حق کیلئے آواز اٹھائیں۔ اور وفاقی حکومت اس پر سختی سے نوٹس لے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you جناب اسپیکر! میں کوشش کرتا ہوں جو movers میں ایم پی ایز ہوں، وہ زیادہ بولیں۔ کیونکہ منتظر کے پاس کا بینہ کا forum بھی ہے، دفتر بھی ہے، میڈیا بھی ہے، انکا DPR بھی ساتھ ہوتا ہے۔ تو IMPA's اظہار خیال کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیری: thank you جناب اسپیکر۔ یقیناً یہ قرارداد انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور آپ کو پتہ ہوگا کہ تقریباً یورپ جانے والے جہاز ہمارے ہی صوبے سے گزرتے ہیں۔ اگر کبھی آپ نے ٹوب میں رات بسر کی ہوتے ساری رات ہر پانچ منٹ کے بعد ایک جہاز ٹوب کے route پر یہاں سے یورپ چلتی ہیں اور یقیناً ہمارے سول ایوی ایشن اٹھارائی، ائیر پورٹس کے حکام، دیگر جو ہمارے ہیں، وہ اس مد میں بہت زیادہ پیسہ ان سے وصول کر رہے ہیں۔ لیکن آپ نے ٹھیک فرمایا کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد۔ لیکن اس اٹھارویں ترمیم کے بعد بھی اس مد میں جس طرح زیارتوال صاحب نے کہا کہ ہمیں اس مد میں کوئی پیسہ نہیں دیا گیا ہے۔ اور یقیناً اس قسم کے بہت سارے ایسے مسائل ہیں، جواب تک وفاق نے اس پر قبضہ کیا ہے۔ ہمارا جو حق بن رہا ہے، وہ ہمیں نہیں دیئے جا رہے ہیں۔ تو یقیناً یہ قرارداد اسلئے ہم ہے کہ اگر اس پر عمل ہو جائے تو صوبے کے مالی وسائل میں انتہائی اضافہ ہوگا۔ اور اس طرح ہم جو آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے جو ترقیاتی بجٹ ہیں، وہ انتہائی مختصر سا ہیں۔ 198 ارب روپے میں سے صرف 35 ارب روپے اس سال کے بجٹ میں، رواں سال کے بجٹ میں ہم نے ترقیاتی کاموں کے لیے رکھا ہے۔ باقی آپکا non-development budget ہے، جس میں زیادہ مدد جو ہے وہ پیسہ جو ہیں وہ تنخوا ہوں کی مدد میں چلا جاتا ہے۔ تو یقیناً یہ قرارداد، اسکا جو internastional air service charges ہیں، جو وفاقی حکومت لے رہی ہیں، جو ہماری Civil Aviation Authority یا Ministry of Defence لے رہی ہیں، کم از کم اسیں ہمارا جو حق بن رہا ہے، یہ صوبے کا حق بن رہا ہے۔ وہ ہمیں دیا جائے۔ لہذا میں ایوان سے یہ اپیل ہے کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کریں۔ thank you جی۔

جناب اسپیکر: جی کوئی اور بات کرنا چاہیں گے، movers میں سے۔ حاجی اسلام آپ بات کریں۔ MPA's کو جی موقع دیتے ہیں۔ جی حاجی اسلام صاحب۔

حاجی محمد اسلام: جناب اسپیکر! ایک اہم ہمارے مسئلہ ہے جو ہے تو تک کا جو مسئلہ ہے۔ thank you

جناب اسپیکر: ایک منٹ ٹھہریں، اسکو مکمل ہونے دیں۔ آتے ہیں اس پر۔

حاجی محمد اسلام: نہیں جناب میں point of order پر بول رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: یہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے، اسکو مکمل کر کے آتے ہیں۔ اچھا کیا آپ یہ لے آئے ہیں notice کے House میں۔

حاجی محمد اسلام: تو یہ ہمارے لیے اہم ہے sir اس پر میں تھوڑا سا بولوں، میرے خیال میں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، آپ کو دوبارہ بولنے کا موقع دوں گا۔ یہ کام مکمل ہونے دیں۔ کیونکہ یہ پیش ہوئی ہے نا، پیش ہوئی ہے، آپ تھوڑا late آئے ہیں تو اسلئے یہ پیش ہوئی ہے۔ اسکو مکمل کر کے پھر میں آپ سے بات کرواتا ہوں، ready ہیں، پھر آپ نہیں اسی میں Civil Aviation کی قرارداد، جی بالکل ڈاکٹر صاحب! میرا خیال ہے، آپ اپنا بولنے کا right میدم کو دے دیں کہ وہ ایم پی اے ہیں۔ آپ انکو زیادہ موقع دیا کریں، MPA's کو۔ یہی تو forum ہے اُنکے پاس۔ باقی یہ تو اللہ کے حوالے ہیں۔ جی میدم۔

ڈاکٹر شمع احاق بلوچ: جناب اسپیکر! واقعی جب خواتین بولیں گی، میں صححتی ہوں کہ وہ بات جو ہے آپ، ایک solid طریقے سے عوام کے سامنے بھی آئیں گی کیونکہ خواتین بھی یہاں پر اس پاکستان کے جو ہیں آدھی آبادی سے زیادہ انکا حصہ ہیں اسیمیں۔ اور بلوچستان میں جو ہے ہماری خواتین کی جو rights ہیں وہ بھی ہم سب اپنے طریقے سے جانتے ہیں۔ میں بہت منکور ہوں کہ یہ جو ایک بہت اہم اور اچھی قرارداد لے کر آئے ہیں تو اس پر ظاہر ہے ہم بھی بولنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ہم سب یہ اپنے طریقے سے جانتے ہیں کہ وفاقی حکومت کا جورو یہ تھا وہ بلوچستان کے ساتھ پچھلے ادوار میں کس طریقے سے رہا ہے، حقوق کے لحاظ سے اگر ہم دیکھیں یا اختیارات کے حوالے سے ہم دیکھیں یا NFC Award کی جوبات ہم کرتے تھے، تو یہ سارے رویے جو تھے یہ سب ایک اپنی جگہ پر تھے۔ اور اب جو یہاں پر ایک اہم جو international routes کے ذریعے ہیں کہ یہ ہمارے جو فضائی حدود ہیں وہ انکو استعمال کر رہے ہیں اس پر کوئی check and balance آج تک نہیں ہوا ہے۔ تو میں صححتی ہوں کہ جناب اسپیکر صاحب! یہ فضائی حدود جو اتنے عرصے سے استعمال کر رہے ہیں، اسکو، یہ کتنے عرصے سے استعمال کر رہے ہیں۔ اور اس پر کتنی رقم جو ہے وہ بلوچستان کے right ہمیں جو ہے ان سے اسکا حساب وہ لینا چاہیے۔ کیونکہ میں صححتی ہوں کہ یہ بلوچستان کا routes ترمیم کے بعد جو اختیارات صوبوں کو منتقل ہوئے تھے جسمیں ماحولیات اور صوبے کے اختیارات اور باقی دیگر جو تھے اہم امور، اس پر یہ جو میں صححتی ہوں کہ جو ایک اہم routes ہیں، فضائی حدود، اسکو بھی اسیمیں میں صححتی ہوں کہ شامل کیا گیا ہے۔ اور یہ جو ہے ایک اہم ہی نوعیت کا قرارداد ہے، تو اس پر جتنی رقم جو ہے میں صححتی ہوں کہ وہ بلوچستان کے حصے میں آتی ہیں، اسکے بارے میں وفاقی حکومت سے رجوع کی جائے۔ اور پوچھا جائے جو ہماری رقم ہیں اسکا حساب دیا جائے۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ ڈاکٹر حامد صاحب! تیاری تو کریں، MPA's کو تیاری کرایا کریں، انکو بولنے دیں، آپ منشی ہیں، آپ سنیں۔

(وزیر منسوبہ بنی و ترقیات، جی ڈی اے، بی بی اے، کیوڈی اے و بی سی ڈی اے): جناب اپیکر! یہ جو ہمارے اوپر فضائی حدود میں جو یہ international flights جو جاتی ہیں اس پر جو charges ہوتے ہیں وہ weight کے حساب سے اور space کے حساب سے ہوتی ہیں۔ اور یہ ہزاروں ڈالرز میں ہوتے ہیں سب سے بڑا route ہے، ایک آدھ چہار تو دوسرے ٹلوں سے بھی گزرتے ہیں۔ لیکن اسکا جو سب سے بڑا جو route ہے وہ ٹوب ہے اسکے بعد جیونی ہے گوارہ ہے اور پنجگور۔ یہ وہ پسمندہ اضلاع ہیں اگر یہ کم از کم سینکڑوں ہزاروں اگر نہیں ہیں، سینکڑوں flights ہیں بلکہ 1500 ڈیڑھ ہزار، 2000 flights ضرور ہیں اگر اسکی ہمیں یہ جو فیڈ رل گورنمنٹ charge کرتی ہیں ہمیں دے دیں، ہم اس صوبے کے ائمہ پورس کی تمام اسکے لیے ہم پھر گورنمنٹ مجبور بھی نہیں ہوں گے۔ یہ ہمارا حق ہیں۔ ہمیں دیا جائے۔ تاکہ اپنے air-routes کو اپنے سول ایوی ایشن کو، اپنے ٹرمینل کو فلانے کو انہیں پیسوں سے، اتنے خوبصورت بنا دیں گے جتنی دوسرے صوبوں کے بڑے بڑے ٹرمینلز ہیں۔ تو یہ جناب اپیکر آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے ہمیں موقع دیا۔

جناب اپیکر: thank you جی آ غالیاقت صاحب۔ پندری! اسی سلسلے میں بات کریں گے؟۔

آغازیں لیاقت علی: شکریہ جناب اپیکر۔ موجودہ قرارداد جو پیش ہوئی جناب اپیکر۔

جناب اپیکر: قرارداد کے بعد حاجی اسلام! آپ ready ہیں، یہ مسئلہ ہمارے سب کا ہے۔

حاجی محمد عبدالسلام: جناب اپیکر صاحب! میں سول ایوی ایشن پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب اپیکر: چلو ٹھیک ہے پھر ہینڈری کے بعد بولیں۔ جی آ غالیاقت صاحب۔

آغازیں لیاقت علی: جناب اپیکر! قرارداد جو پیش ہوئی ہے، یہ واقعی بڑی زیادتی ہے ہمارے صوبے کے ساتھ۔ میں ایک واقعہ آ کہ بتاتا ہوں کہ افغانستان میں ایک visit پر میں گیا تھا۔ تو مجھے یہ بتایا گیا کہ افغانستان سے جو flights گزرتی ہیں، وہ تقریباً 800 میلین ڈالر لانہ انکو اسکا income آتا ہے۔ اور وہ flights 80% جو ہیں وہ ہمارے بلوجتان سے گزرتی ہیں۔ جھٹڑ ڈاکٹر صاحب محترم نے کہا کہ ٹوب سے، پنجگور سے پسندی سے یہ گزرتی ہیں۔ آپ اندازہ کریں اگر افغانستان سے جو کہ اس طرف صرف China اور RUSSIA کا نچلا حصہ ہے، وہ flights گزرتی ہیں۔ ہمارے اس حصے سے China, far East کے جتنے بھی flights ہیں یہ سارے ہمارے اس علاقے سے گزرتے ہیں۔ اور ہمارا یہ علاقہ، پسندی کا جو ہے وہ اسکو دیتی ہیں اسکو Radar System ہیا کرتی ہیں۔ جناب اپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے۔ ہمیں coverage

اس سے بالکل استفادہ کرنا چاہیے۔ سینٹرل گورنمنٹ کوختی سے کہنا چاہیے۔ یہ قرارداد نہیں بلکہ میری، اس وقت چونکہ چیف منستر صاحب موجود نہیں ہیں، تو زیارت وال صاحب جو پارلیمانی وزیر ہیں، ان سے یہ گزارش ہے کہ یہ سینٹرل گورنمنٹ کے ساتھ یہ مسئلہ اٹھانا چاہیے۔ جناب اپنیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ساتھ ہر field میں زیادتی ہو رہی ہیں۔ فشریز میں آپ دیکھ لیں بلوچستان 75% جو ہیں، فشریز، وہ بلوچستان، پاکستان کو مہیا کر رہا ہے۔ اور 75% کے 75% جو ہے ہمارا ایکسپورٹ ہمارا سارا یورپی یونین کو جاتا ہے۔ اور یورپی یونین جو ہیں وہ ایک بہت بڑی huge amount کو جو ہے وہ پاکستان گورنمنٹ کو دیتی ہیں کہ وہ صرف quality maintain کرنے کے لیے صاف ستراماحول مہیا کرنے کے لیے یہ پیسے خرچ کریں۔ آپ، میرے خیال میں فشریز کا اسکا منستر نہیں ہے۔ آج تک بلوچستان کو اس پیسوں میں سے ایک پیسے نہیں ملا ہے۔ آپ یہ زیادتی دیکھیں۔ ہمارے فشریز، ہمارے جو ماہی گیر ہیں، وہ وہی پرانے طریقوں پر وہی وہ کر رہے ہیں۔ کوئی وہاں پر جدید cold storages نہیں ہیں۔ وہاں پر صاف کرنے کے لیے کوئی انہوں نے کچھ بھی نہیں بنایا ہے۔ یورپی یونین کے جتنے پیسے آتے ہیں، وہ وہاں پر کراچی میں، وہاں پر انہوں نے کو آپ یہ سوسائٹی یا کوئی سوسائٹی بنائی ہے۔ وہ فیڈرل گورنمنٹ جو ہے آدھے پیسے خود رکھ لیتی ہیں اور کچھ اس سوسائٹی کو دے کر کے وہ کہتی ہیں آپ کراچی میں یہ maintain کریں۔ یہ کراچی میں بنائیں۔ تو میری اس سلسلے میں یہ بھی گزارش ہے کہ فشریز ڈیپارٹمنٹ کو بھی یورپی یونین سے اور دوسرے ممالک سے جو رقم اس سلسلے میں ملتی ہیں اسکا حصہ بھی بلوچستان کو ملنے چاہیے۔ اسی طرح export promotion bureau جو ہے وہ ہے ایکسپورٹ ہماری ہوتی ہیں۔ اس صوبے سے ہوتی ہیں۔ اس وقت اگر میں آپ کو تادوں میرے پاس وہ figures نہیں ہیں۔ جب میں پریزیڈنٹ، جیبرا ف کامرس تھاتو یہ مسئلہ اس وقت میں نے اٹھایا تھا ان کیساتھ۔ ہمارے صوبے سے بہت زیادہ مقدار میں ہوتی ہیں خاص کر فشریز کی ہوتی ہیں دوسرے export items کی ہوتی ہیں۔ rice ہے ہمارا rice بھی جارہا ہے۔ یہ سب ہو رہا ہے۔ لیکن items کا اگر آپ دیکھ لیں statistical report تو اسیں بلوچستان میں کسی بھی promotion bureau مسئلے پر کوئی بھی رقم خرچ نہیں ہو رہی ہے۔ نہ export rice پر۔ جیسے ہمارے بھائیوں نے یہ قرارداد اسکے بعد جو آرہی ہیں، یہ جوزائی یونیورسٹی کا۔ اس مسئلے میں آپ دیکھ لیں۔ کہ ہمارے بلوچستان کا سارا چاول ایران کو ایکسپورٹ ہو رہا ہے۔ لیکن export promotion bureau اس پڑیڑھ پر سنت وہ کاٹتی ہیں اور وہ ڈیڑھ پر سنت کا آدھا پر سنت بھی بلوچستان میں پھروابیں quality control کے لیے یا کسی بھی مقصد

کے لیے خرچ نہیں کرتی ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس مسئلے کو بھی سینٹرل گورنمنٹ کے ساتھ اٹھایا جائے کیونکہ اٹھاروں ترمیم میں ہمیں خود یہ حق حاصل ہے۔ کہ ہم یہ جو ہے یہ جتنا بھی مسئلہ ہے اس کو خود اٹھا کیں اور خود collect کریں۔ اور اپنے exporters اور اپنے اس field میں خرچ کریں۔ تاکہ ہم چاول پر research کر سکیں۔ اور جلدی چاول کو یہاں پیدا کر کے اسکوا یکسپورٹ کر سکیں۔ پھر جناب سینیٹر ایک ادارہ ہے۔ جو satellite ہوا میں جتنے بھی satellite پھر رہے ہوتے ہیں یہ اسپارکوان سے جو ہے ان سے باقاعدہ وہ فیس لیتا ہے جی۔ جتنا عرصہ satellite ہمارے space میں سے گزرتا ہے اسکو charge کیا جاتا ہے۔ اس satellite میں بلوجستان آپ خود دیکھ لیں کہ جی 43% ہمارا حصہ ہیں رقبے کے لحاظ سے۔ تو جو satellite ادھر سے گزرتا ہے وہ 43% اس علاقے میں سے گزر کر کے پھر بقايا پاکستان میں داخل ہوتا ہے۔ اور پھر وہاں سے وہ جا کر کے آگے چلتا ہے۔ یا ادھر سے آکر کے آکر کے 43% ہمیں آتا ہے۔ تو جناب! satellite کا بھی جو ہے یہ ہمیں کوئی آج تک ادا نہیں کی گئی ہیں۔ اور نہ اس حساب میں بلوجستان کو شامل کیا گیا ہیں۔ تو میری اس ایوان سے یہ گزارش ہے کہ اس قرارداد میں، ان چیزوں کو بھی شامل کر کے central government کے ساتھ یہ مسئلہ اٹھایا جائے۔ اور ان پر یہ pressure ڈالا جائے کہ وہ یہ payments خاص کر بلوجستان کو کریں۔ تاکہ بلوجستان بھی اپنی ترقی میں حصہ ڈال سکیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you۔ ہینڈری کوبات کرنے دیں۔

حاجی محمد اسلام: وہ اٹھ کے باہر چلے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: چلیں ٹھیک ہے آپ بات کر لیں۔

حاجی محمد اسلام: Thank you sir۔ جناب اسپیکر! جہاں تک اس قرارداد کی بات ہے۔ اسکی میں مکمل حمایت کرتا ہوں۔ اور یہ ہمارا آج کا نہیں۔ یہ ہمارا شروع سے مطالبہ رہا ہے۔ اور اگر آپ کو یاد ہو۔ جہاں تک یہ ایئر پورٹ کا معاملہ ہے۔ یہ ایک ثروب میں نہیں۔ یہ میرے خیال میں first ٹنگور ہے۔ دوسرا پسند ہے۔ اسکے بعد ثروب ہے۔ اسوقت سینکڑوں جہاز ہمارے علاقوں سے، ہمارے ریڈار سے وہ ہو کر کے گزرتے ہیں۔ لیکن آج تک ہمیں یہ بھی نہیں پتہ کہ یہ میں ٹیکس دیتے ہے یا نہیں؟۔ اگر دیتے ہیں تو ہمیں پتہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! آج ہمارے ایئر پورٹ کی حالت آکر دیکھیں کہ اسوقت اس جدید دور میں ہمارے flight land کرتے ہیں تو وہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی ٹرک میں بیٹھے ہو۔ اور کوئی کچے میں اُتر جاتے ہیں۔ لیکن اسکے باوجود جتنے پیسے ملتے ہیں وہ ڈالروں کے حساب سے ملتے ہیں۔ لیکن ابھی تک ہمیں وہ

حق نہیں دیا جا رہا ہے جو international level پر جوڑالروں کے حساب سے پاکستان کو ملتا ہے۔ لہذا اس قرارداد کی میں کامل حمایت کرتا ہوں۔ اور یہ میں سارے ایوان کوکھتا ہوں کہ یہ معاملہ ایسا ہے کہ کم از کم اس پر مرکز سے دلوگ بات ہونی چاہیے۔ Thank you جناب۔

جناب اسپیکر: ہینڈری صاحب۔

جناب ہینڈری مسح بلوچ: شکر یہ اسپیکر صاحب۔ یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس میں یہ ایک بھی ہے یا ایک through information کے media کے توسط سے ہمارے عوام کو بھی یہ خبر پہنچے گی کہ بلوچستان کے ساتھ جو ہم دیکھتے ہیں کہ پچھلے 64 سالوں سے جوزیدتی ہیں۔ یا ایک نئے باب کا اسیں اضافہ ملتا ہے۔ یہاں پر گیس کے ذخائر ہیں۔ جو 1954ء سے اب تک یہاں اُس گیس کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ اُسکی آج دن تک جو Royalty بنتی ہے۔ وہ بلوچستان کے عوام کو نہیں ملی۔ یہاں پر fisheries کے حوالے سے جو ہمارے coastal areas ہے۔ وہاں سے جو ہماری یہ fisheries ہیں۔ وہ اربوں، کھربوں ڈالر کی جو ہے اعلیٰ قسم کی محصلیاں اور جھینگا اور اس قسم کی وہ provide کرتی ہیں۔ مگر اسکا کوئی فائدہ بلوچستان کے عوام کو نہیں ملتا۔ سینڈک پروجیکٹ ہے۔ ریکوڈ پروجیکٹ ہے۔ اور یہاں پر ایسے بہت ساری ایسی تدریتی naturally resources ہیں۔ جنکا بلوچستان کے عوام کو کسی قسم کا آج دن تک کوئی relief نہیں ملا۔ بلوچستان کے عوام کا حالت یہ ہے کہ وہ علاج معالج کیلئے محتاج ہیں۔ اُنکے پاس اتنا نہیں ہیں کہ وہ اپنے بیوں کو اچھے تعلیمی اداروں میں تعلیم دلائیں۔ اور دوسری طرف ہماری جو یہ resources ہیں۔ جن سے ہمارا حق بنتا ہے۔ جو ہمارے اپنے علاقے سے ہیں۔ اُس پر بھی ہمارا اختیار نہیں ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ یہ جو ہماری شام کے آپ کبھی سروے کریں تو ہم تو میں کشم مستونگ میں ہمارے گھر کے اوپر سے یہ گزرتی ہیں ایسے۔ اور رات کو نظر آتی ہیں لائیں اسکی۔ تو یہ پچھلے 64 سالوں سے یہ flights یہاں سے گزر رہی ہیں۔ اس سے پہلے بھی اسے میں ہمارے دوست ہوتے تھے۔ کبھی انہوں نے اسکے اوپر توجہ تک نہیں کی۔ کہ یا! ہماری یہ اہم جو ایک ہماری income بن سکتی ہیں۔ ہماری جو صوبے کا ایک حصہ ہیں۔ ہمارے عوام کا حصہ ہیں۔ اسکے اوپر انہوں نے کبھی بات نہیں کی۔ آج اس ایوان کے توسط سے یہ جو اہم قرارداد پیش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان کے عوام کا حق ہے۔ آج بھی اگر جمہوری نمائندے جو یہاں پر بیٹھے ہیں۔ اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی، بلوچستان کی تاریخ کی جمہوری اسمبلی ہے یہ، کہ یہاں پر تمام وہ لوگ بیٹھے ہیں جو گراس روٹس سے آئے

بیں۔ آج اُنکی آواز، اُنکی جو عوام کی جو آواز ہے، وہ بن کر یہاں پر وہ پیش کر رہے ہیں۔ تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ وفاقی اداروں میں جو یہ ملازمتوں کا سلسلہ ہے۔ اُسمیں بلوچستان کے لوگوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اور یہاں پر جو international flights routes کا جو بلوچستان، یہ گواہ، پسندی، جیونی، ٹوب یہاں سے جو گزرتی ہیں۔ انکا بھی آج دن تک ہمارے پاس کوئی حساب کتاب نہیں ہیں۔ میرے معزز دوست عبدالرحیم زیارت وال ہمارے یہاں پر بیٹھے ہیں۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اسکے اور مکمل facts and figures اکھٹے کیتے جائیں۔ اور وفاق کے ساتھ اس اہم issue کو اٹھایا جائے۔ تاکہ بلوچستان کے لوگوں کو relief مل سکے۔ بلوچستان کے لوگوں کو بھی وہ بنیادی سہولیات مل سکیں۔ دوسرا طرف جب ہم کوئی ایئرپورٹ کا حال دیکھتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ آپ اکثر وہاں پر آپ لوگ جاتے ہیں۔ اسکا حال بیان حاجی صاحب نے کر دیا کہ جب وہ plane یا وہ طیارہ land ہوتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی دس و ہیلدر ٹک ابھی روڑ کے اوپر آیا ہو، شاید اسکا کیا حل ہو۔ اور اسکا ایئرپورٹ کا جو معیار آپ جا کر دیکھیں وہ کسی طریقے سے بھی کوئی International airport کے معیار پر نہیں اترتا۔ تو اس ایوان کے توسط سے وفاق سے بھی میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس مدد میں جتنا بھی Revenue بلوچستان کے حصے کا بتا ہے۔ اسکو باقاعدگی سے دیا جائے۔ Thank you۔

جناب اسپیکر: Thank you جی۔ کچھ چیزیں میں آپکی نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ یہ میں مشترکہ قرارداد ایوان کے سامنے منظوری کیلئے پیش ہو جائے۔ کچھ آپکو approach اختیار کرنی پڑے گی اس house کو ایک special committee، آئینی، بنائی پڑے گی کہ اس قسم کی مسئللوں کا حل، time لگے گا۔ چونٹھ سال کی بیماری، آپکا آٹھواں مہینہ ہے اقتدار میں۔ اسکو آپ نے دُور کرنا ہے۔ دیکھیں! کتنا time لگتا ہے ان چیزوں میں۔ لیکن یہ ذہن نشین کر لیں۔ جو آپکی تقاریر اور باتوں سے جو مجھے اندازہ لگ رہا ہے اور محسوس ہو رہا ہے۔ ادھر بھی محسوس ہوتا تھا۔ وہ جوزیا دیوں کے ازالے کا سیمینار بیلا ہے۔ اُسمیں بیلا میں انکو۔ اسلام آباد کو ادھر آنے کی توفیق دیں۔ اس طرح نہ توفیق ہو کہ احسن اقبال آتے ہیں گھٹے کیلئے۔ اور پھر P&D کی میٹنگ آدھے راستے سے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ میں نے یہ ڈاکٹر مالک کو بھی کہا ہے کہ کل اس طرح آنا جانا ہمارے لیے کوئی نہیں ہے۔ اور آپ لوگ پیچے سے ایک back ground کے ساتھ آئیں۔ حقوق کی بات کر کے آئیں۔ اور آپ نے جو مدارک کرنا ہے اُن غلطیوں کا۔ یہ آپ اعلان کر کے اپنے اچنڈے کے تحت manifesto کے ذریعے سے اس house میں آئیں۔ اور اس طرح ایک وفاقی وزیر کا آنا۔ میرا

ذاتی دوست ہے احسن اقبال، انکا ایک گھنٹے کیلئے آنا۔ پھر کہنا جی کہ وہاں ایک Parliamentary meeting ہے۔ بھی ایک دن بعد میں بھی پارلیمنٹری مینگ کے بعد آ جاتے۔ آرام سے ایک دن تو گزارتے۔ ہماری باتیں تو سنتے، ہمیں سمجھتے۔ شریف آدمی ہے۔ لیکن یہ کہ اسکو دوبارہ آنا پڑیگا۔ یہ آپکے نوٹس میں لارہاؤں۔ اس طرح معاملات نہیں چلیں گے آپکے، یہ ایک۔ دوسرا آپکو بھی ازالے کا وقت ہے اُن زیادتیوں کا۔ چاہے وسائل کے ہوں، ساحل کے ہوں۔ آپکے aerial corridors کے ہوں۔ اور میں مخصوص اس چیز پر۔ یا تو trading کے ہوں۔ کچھ بھی ہمارے دوست سمجھیں ادھر۔ پاکستان کا مستقبل وابستہ ہے بلوچستان کے صوبے کے ساتھ۔ یہ صوبہ ترقی نہیں کریگا تو یہ بھی نہیں ترقی کرنے لگے گا۔ کچھ بھی کر لیں یہ لوگ۔ یہ میں آپکو بالکل بتا دینا چاہتا ہوں۔ دوسرा طریقہ کیا ہے approach کریں گے خصوصی طور پر؟۔ آپکی National defence committee سینٹ میں بھی اور committees میں بھی۔ جو assembly میں ساتھ ہیں۔ ادھر آپکی نمائندگی ہے۔ تو please وہ جو آپکے نمائندے ہیں national assembly کے، سینٹ کے۔ اُنکو بھی متjurk کریں کہ وہ بھی اپنا role ادا کریں۔ آپکے air strips کی حالت جو ہے، جہاز لینڈنگیں کر سکتی آپکے air strips پر۔ بلوچستان کے جو علاقہ ہے۔ سیالاب آیا ہمارے علاقے میں 2010ء میں ہمارا سارا علاقہ کٹ گیا۔ سندھ، بلوچستان۔ ہم کوئئے بھی نہیں آپ رہے تھے کیونکہ بیچ میں پانی آ گیا تھا۔ ہم پانی میں گھرے ہوئے تھے۔ تو ہم نے یہاں وفاق سے مدد مانگی۔ انہوں نے land C-130 کرنے کی کوشش کی۔ relief کے ساتھ۔ سبی ایر پورٹ پر۔ کیونکہ نزدیک ترین وہی تھا۔ ایک landing میں اُسکے جو یہ پومن وغیرہ تھے، وہ اکھڑ گئے۔ تو انہوں نے کہا sorry ہم ادھر land نہیں کر سکتے، چیزیں نہیں پہنچاسکتے۔ ہم جیکب آباد میں land کریں گے۔ لیکن جیکب آباد والی چیزیں نہیں پہنچ رہی تھیں۔ وہ سندھ میں جاری تھیں۔ آپکے ریڈار ختم ہیں۔ آپکے جو repeator air shifts ہوتے ہیں۔ جو communications stations اور اُنکو guidance ہے وہ ختم ہیں۔ fencing کے علاوہ اُنکی ختم ہیں۔ اور وہ جو ایر پورٹ پر facility ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آپ کوٹل ہائی وے سے پہلے سے ہم جاتے تھے تو وہ جو قہوہ خانے ہوتے ہیں نا۔ جہاں کالی چائے ملتی تھی۔ آپ جو گوا درجاتے تھے۔ graders لگا ہوا راستہ۔ وہ اُنکی حالت اور ہمارے یہ ہوں گے۔ مشکل سے ابھی آپکا یہاں لاوائچ ہوں گے۔ اُنہوں نے کھولا ہے۔ اُنہیں ہمارے قاضی صاحب ہیں مجرم، اسپوز مسی بی بی کے husband interest ہیں۔ اُنہوں نے interest یا۔ ہم نے interest یا۔ تو مشکل سے ایک believe ہیک ہے وہ ہیں۔ اُنہوں نے interest یا۔

لاؤنچ کھول کر دیا آپکو جسمیں آپکے کچھ بیٹھنے کی جگہ ہے۔ تو اس طرح آپکو focus کرنا پڑیگا۔ یہ بہت بڑی game ہے۔ ذمہ داری ہے ابھی۔ treasury benches میں ہو کر آپ نے اپنی game جیتنی ہے please۔ ہمارے عجیسے جو دوست ہیں۔ آپکے ساتھ help بالکل کریں گے۔ آپکو guide کریں گے۔ اور ایسے حالات بنائیں گے کہ وہ کریں face。 ایسے حالات نہ ہوں کہ minister federal ایک گھنٹے کیلئے آئے اور واپس جائے۔ شنوائی ایک گھنٹہ ہو، پھر بھول جائیں۔ جی زیارت وال صاحب۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پراسیکیوشن): شکریہ جناب اسپیکر! بنیادی طور پر جو

قرارداد ہم لے آئے ہیں۔ اور آپ نے اور بھی بہت سے نکتے ابھی رکھے۔ جناب اسپیکر! میں پھر کہتا ہوں، قرارداد پر آتا ہوں۔ مجھے سب سے بڑا جو شکوہ یہ ہے۔ وہ اپنے اطلاعات کے شعبے سے ہے۔ اپنے اخبارات سے ہیں، ٹیلی ویژن سے ہیں۔ ریڈیو سے۔ جناب اسپیکر! آج کی دنیا میں، دو منٹ، کل ڈاکٹر حامد صاحب wellcome۔ دو منٹ ڈاکٹر مالک صاحب، پانچ، چونکا، کوئی تشریح، کوئی وضاحت نہیں۔ اور پھر اُسکے بعد احسن اقبال صاحب۔ اُس نے اپنا جو ایجنسی اتنا، مختصر اور کھلا۔ اور اُسکے بعد پھر دو گھنٹے سے زیادہ ڈاکٹر صاحب کی سربراہی میں، سرینا میں وہ سیمینار، کانفرنس وہ چلی۔ اور اُس میں صوبے کے سیکرٹری صاحبان نے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والوں نے، اُس پر سیر حاصل بحث کیں۔ اور اُنکے ایجنسی کے کوایک معنی میں مسترد کرتے ہوئے اپنا ایجنسی۔ صوبے کی جو ضرورتیں تھیں وہ رکھیں۔ اب آج کے اخبارات میں کسی بھی اخبار میں، کسی بھی شخص کی، کسی بھی رائے، کسی بھی تجویز کا ذکر نہیں ہے۔ تو اب جب کہیں گے۔ وہاں کہنا کمرے کے اندر۔ جیسے کہ ابھی ہم ہاں میں ہیں۔ اس کمرے کا کہا ہوا wellcome۔۔۔ ڈیک بجائے گئے۔۔۔

جناب اسپیکر: کے۔ جی یہ انکا house ہے۔ آپکو دوبارہ آنے پر۔ اچھا آپ نے روایت قائم کی ہے۔ اور ہماری team جو ابھی گئی تھی، انکا بھی شکریہ۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پراسیکیوشن): مہربانی، مہربانی۔

جناب اسپیکر: جی زیارت وال صاحب۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پراسیکیوشن): تو جناب اسپیکر! ہم کل وہاں سب حاضر تھے۔ اپوزیشن کے دوست بھی حاضر تھے۔ treasury benches کے دوست بھی حاضر تھے۔ سیکرٹری صاحبان بھی تھے۔ اسکے علاوہ ریٹائرڈ لوگ، learned لوگ۔ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ۔ انہوں نے اپنی چیزیں، اپنا صوبے کا ایجنسی، ایک معنی میں رکھا۔ لیکن وہ ایجنسی نہ ٹیلی ویژن پر، نہ ریڈیو

پر اور نہ ہی اخبارات میں۔ اب اگر ایسا رؤیہ ہے اور ہم یہ کہیں گے کہ جو لوگ پارٹی ہے۔ یا جو اسمبلی ہے یا ہمارے جو لوگ ہیں۔ یہ مطالبه نہیں کر رہے ہیں۔ یہ اس بات پر نہیں جا رہے ہیں تو ایک اور بات ہے۔ اور اگر یہ سب کچھ کر رہے ہیں دیدہ دلیری سے، ہمت سے۔ اور study کر کے۔ مطالعہ کر کے چیزوں کو زیر بحث لاتے ہیں۔ اور اُسکے بعد ہماری یہ media اسکو نہیں لکھیں۔ تو انکی لکھنے کیلئے، انکو عوام تک پہنچانے کیلئے ہمارے پاس کوئی ذرائع ہیں اسپیکر صاحب! آپ روٹنگ دیں؟۔ آپ ہمیں بتائیں۔ دو گھنٹے کی اُسکے بعد جو sitting ہوئی ہے۔ دو گھنٹے میں کسی بھی شخص کا ایک لفظ نہیں ہے۔ اور اخبارات کیلئے میرے خیال میں بہت سی چیزوں کیلئے وہ ہیں۔ ٹیلیویژن، انکارویہ ایسا ہی ہے۔ یہاں پر انہوں نے اُس دن جو مادری زبانوں میں ہوا تھا۔ اُسکے بعد باہر سارے ٹیلیویژن کے وہ تھے۔ اُنکے سامنے سب کچھ بیان کی، پانچ منٹ یا دس منٹ میں۔ کسی بھی ٹیلیویژن پر کھانے کی سہولت نہیں ہے۔ تو جناب اسپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ ہماری چیزوں کی ترجمانی، ہمارے اپنے جو دوست ہیں۔ ہمارے اپنے جو لوگ ہے وہ کر رہے ہیں۔ میں ابھی آپ کے توسط سے آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ information ministry ہمارے پاس ہے جناب اسپیکر میں نے تمام اخبارات کو، ٹیلیویژن کو، رسائل والوں کو، سب کو کہا ہے۔ انکا کہنا یہ ہے۔ اشتہارات چھاپے ہیں کہ تمیں سے ستر percent تک اشتہار پر ہم سے رشوت مانگا جاتا ہے۔ میں آپ کے سامنے فلور پر اعلان کرتا ہوں no corruption۔ جو بھی آدمی آپ سے لے رہا ہے، ہمیں بتادو۔ جو آدمی بیٹھا تھا۔ جسکے بارے میں شکایت تھی۔ اُسکے بارے میں میں نے لکھ کر کے دیدیا ہے، chief secretary کو بھی۔ وزیر اعلیٰ کو بھی کہ فلاں آدمی۔ اب میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ چیز انکی ہے۔ جو لوگ اس field میں کرتے ہیں۔ یہ چیزیں اُنکے لیے ہیں۔ نہ میں percent ہے۔ نہ تمیں percent ہے۔ نہ ایک percent ہے۔ سارے آپ لوگوں کے ہیں۔ لیکن خُدار! اس صوبے پر حرم کریں۔ اس صوبے کے چیزوں کو اجاگر کریں۔ ہماری جو ایک معنی میں آواز ہے۔ دُنیا تک، ملک تک پہنچانے کیلئے ہمارے پس ذرائع یہی ہیں۔ یا تو پھر ہم یہ کریں گے۔ تمام چیزوں کو چھوڑ کر اپنی سرکاری ٹیلیویژن کو، اُسکو پابند کریں گے۔ پھر ہم اُسکے ساتھ کریں گے۔ کسی اور کے ساتھ نہیں کریں گے۔ اپنی اخبار مقرر کریں گے۔ اپنے اخبار کے ساتھ کریں گے۔ کسی اور اخبار کے بالکل ہم پابند نہیں ہوں گے۔ ہم یہاں قانون بنائیں گے۔ پھر ہم اس طریقے سے نہیں جا سکتے ہیں۔ ان تمام چیزوں کو ہم رکھ رہے ہیں۔ ہم پال رہے ہیں۔ اور ہمیں غیر سمجھ کر، کہتے ہیں ”کہ میں آزاد اخبار ہوں“۔ آپ آزاد اخبار ہیں؟۔ ہمارے دوست یہاں اپوزیشن کے لوگ بیٹھے ہیں۔ انکی رائے تو ہمارے خلاف ہوگی۔ انکی

نتقید ہو گی۔ آپ کریں اُنکی نتیجید۔ ہم جو جواب دے رہے ہیں۔ وہ اُسکو عوام کے سامنے رکھیں۔ آپ جب نہیں رکھ رہے ہیں تو ہم کہاں جائیں گے؟۔ ہم کیسے کریں گے؟۔ تو جناب اسپیکر اسی طریقے سے آج کی جو قرارداد ہے اُس حوالے سے جناب اسپیکر آپ نے کہا کہ اٹھارویں ترمیم آگئی ہے بالکل اٹھارویں ترمیم آئی ہے۔ لیکن جناب اسپیکر ہم نے صوبے کے طور پر جو دھڑکی bill آپکے سامنے لا رہے ہیں پیش کر رہے ہیں یہ تو سارے اٹھارویں ترمیم کی بدولت، اور ابھی بھی بہت سے bill پندرہ سے زیادہ bill پڑے ہوئے ہیں اُنکو لانا چاہرہ ہے ہیں لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود جناب اسپیکر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اس House کے سامنے لانا چاہتا ہوں ہماری تو یہی ایوان ہے اسی کے قوسط سے ہم آگے جائیں گے آپکے جناب اسپیکر کوئی سوکے قریب کار پوریشنز ہیں۔ کسی کار پوریشن میں آپکی نمائندگی نہیں ہے ہر کار پوریشن کے چیز میں کوپاچ لائکھ سات لاکھ تک تخفوا ہیں دی جا رہی ہیں ہمیں پوچھا تک نہیں جاتا ہے۔ ہم consider نہیں ہیں جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ تقریباً 999 نیم خود مختار ادارے کار پوریشنز اور ہیں جس میں اس صوبے کے کسی بھی آدمی کو آج تک نہیں پوچھا گیا ہے۔ اُس میں ہماری نمائندگی نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! میں آپکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ فیڈرل سرویز میں from the first day جب سے یہ ملک بنتا ہے اور یہ فیڈریشن ہے اُس دن سے ہماری سرویز کا کوئی مرکز پر بقا لیا ہیں۔ پانچ ہزار دینے ہیں نو کریاں، اور یہیں ہزار کا وعدہ کیا تھا پندرہ ہزار بقا لیا ہیں۔ اور وہ جو پانچ ہزار دینے تھے وہ بیچ میں بھی ہماری گلے اُنکے تخفوا ڈال دینے ہیں۔ کیوں ڈالی؟۔ این ایف سی ایوارڈ ہو گیا؟۔ اب جب خود چاہتے رہے تو نہ این ایف سی ایوارڈ یا دھانہ فلاناں چیز یاد تھا جس طریقے سے وہ کر رہے تھے۔ جس طریقے سے وہ جا رہے تھے وہ تو ہوا۔ تو جناب اسپیکر! اب بات یہ ہے کہ جو میں آپکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جناب اسپیکر آپکا صوبہ اس میں سے انٹرنشنل routes کے جو جہاز گزرتے ہیں۔ اُن پر بہت بڑی تکمیل لاؤ گو ہیں۔ اور وہ تکمیل ڈالرز کی شکل میں وفاقد وصول کرتا ہے۔ آپ نے کہا کہ بعض ادارے۔ اُن پر بہت بڑی تکمیل لاؤ گو ہیں۔ اور وہ تکمیل ڈالرز کے پاس نہیں ہیں۔ اور انٹرنشنل جو relations communications provinces ہیں وہ آپکے پاس نہیں ہیں۔ یہ مرکز کے پاس ہیں اور وہ اس تکمیل کو collect کرتے ہیں اور جب ہم چیختے ہیں چلاتے ہیں عام حالات میں تو تھوڑا ابہت گزارہ آپکے ایئر پورٹ پر اسکی جو بلڈنگ ہے ہو جاتا ہے۔ اور حاجی صاحبان جب آتے ہیں اُس وقت جب رش ہوا کرتا ہے تو جناب اسپیکر آپکے پاس وہاں پر سہولیات ہی نہیں ہیں۔ اس ہال کو دو گناہونا چاہیئے بارش ہوتی ہے ٹھنڈی ہوتی ہے۔ ٹھنڈی کے موسم میں آپکے حاجی صاحبان آتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! اُس پر کوئی وہ نہیں سوچتا ہے اور اسکے علاوہ آپکے ایئر پورٹ کی جو حالت ہو گئی ہے اُسکو بھی

دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس حالات میں ہیں اب۔ اور کس حالات میں ہونا چاہیئے۔ ایک مہربانی انہوں نے کر دی ہے اور پھر یہاں مقابلہ شروع ہو گیا ہے ورنہ لا ہور کیلئے پانچ دن تک جہاز کا آپکو انتظار کرنا پڑتا۔ جو بھی ایر جنسی ہوتی آپ نہیں جاسکتے تھے۔ اور اسی طرح سے اسلام آباد کی ایک دونوں کی flights ہوتی تھی۔ اب یہ انڈس ایر لائنز آ گیا ہے دوسرا شاہین ایک معنی ہے اور پی آئی اے ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم تو مسلسل نظر انداز ہیں تو ہمیں ہم کہنا یہ چاہتے ہیں ہماری جیخ و پُکاری ہی ہے کہ مرکز سے فیڈریشن سے ہماری ایک گزارش یہ ہے کہ ہر حوالے سے ہمیں consider کیا جائے۔ ہم جس پسماندگی میں زندگی گزار رہے ہیں ہمارے جو وسائل ہیں۔ اس کو آپ نے develop کرنے دیا ہی نہیں۔ جناب اسپیکر! آج بھی اگر آپ یہاں ہمارے صوبے میں کوئلہ سے بچالی گھر چلانا چاہیں تو جناب اسپیکر جو بھی سرمایہ دار آئے گا وہ پوچھے گا جناب اسپیکر آپ سے کہ آپ کی کوئلہ کی کافی کس مشینری سے ہے؟۔ اگر آپ کہیں گے کہ گینتی ہے اور بیٹھے ہے۔ تو وہ کہے گا production on regular basis۔ ختم۔ وہ اسلیئے کہ اسکو پر no Ganti no Balcha۔ چاہیئے۔ دوسوٹن اسکو چاہیئے آپ ایک دن دوسوٹن دیں گے بھر ایک ہفتہ پچھنہیں ہو گا۔ آج بارش ہو گئی ہے آج فلاں ہو گیا ہے آج فلاں ہو گیا ہے۔ تو جناب اسپیکر اس طریقے سے نہ کوئی سرمایہ دار آپکے پاس آئیگا اور نہ ہی ہماری یہ جو کاروبار ہے پنجاب کو اگر کوئلہ چاہیئے آپکا کارخانوں کیلئے، وہ بھی اس عذاب میں بٹلا ہیں کہ بھی میں اپنی مزدوروں کو جن کو میں تنخوا ہیں دے رہا ہوں یا daily wages پر میں نے رکھا ہے میں مسلسل مجھے ایک ہزار ٹن کوئلہ چاہیئے۔ اور ایک ہزار ٹن کوئلہ ہمارے صوبے میں سے کسی بھی لیز کسی بھی کان اور کسی بھی جگہ سے آپ انکو نہیں دے سکتے ہیں۔ کیوں نہیں دے سکتے ہیں؟۔ کہ آپکی وہ لیز سائنسی بنیادوں پر نہیں ہیں قدرتی آفات ہوتے ہیں لیکن آپکے پاس یہ نظام نہیں ہے کہ اگلے والے کو آپ ensure کرو اسکیں کہ میں اس معیار کا کوئلہ آپ کو اتنا دے سکتا ہو۔ تو جناب اسپیکر یہ تو ہمیں تو اس طریقے سے رکھا گیا ہے آپکا کہیں پر بھی کرو، ایک نکل رہا ہے چاننا جا رہا ہے یا plant purification مسلم باغ میں نہیں ہے۔ اور اسی طریقے سے آپ پھر اسی گینتی پر گزارہ کر رہے ہیں یادوسری چیز یہ ہے کہ آپ وہاں پر blastings کرتے ہیں۔ جس کان میں آپ خود کام کرتے ہیں اسکو آپ blast کرتے ہیں پھر اندر گھستے ہیں۔ آپکو پتہ نہیں کہ ادھر سے کونسا آسمان گر نے والا ہے۔ اسکی دراڑیں کہاں تک پہنچی ہیں وہ کب گرنے والا ہے۔ تو ایک risks والی حالات میں ہم زندگی گزار رہے ہیں کوئی بھی چیز ہماری اس قاعدے کے مطابق نہیں ہیں۔ تو جناب اسپیکر! ہمیں اس طریقے سے رکھا گیا تھا۔ اور ہمیں اس طریقے سے لوٹا گیا تھا۔ اب ہم چاہتے یہ ہیں کہ ہماری چیزوں کو smooth

طریقے سے کرنے میں وہ ہماری مدد کریں۔ ہمارا ساتھ دیں بجائے اسکے کہ وہ اب بھی یہ خیال ہے کہ جتنا لوٹ سکتے ہو لوٹ لو۔ جتنا پسمندہ رکھ سکتے ہیں پسمندہ رکھلو۔ اخبار کی بیان سے بلوچستان کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ اسکے لیے ایک معنی میں practical اقدامات کی ضرورت ہوگی جناب اپیکر۔ وہ ہمارے سے نہیں کرتے ہیں۔ تو اس حوالے سے آپ کے international routes کے جو جہاز یہاں سے گزرتے ہیں اُسکی جو آمدی ہیں، اُسمیں ہم حصہ دار نہیں ہیں۔ اُسمیں ہمیں ہمارا حصہ نہیں دیا جاتا۔ اُسمیں صوبے کے لوگوں کی حصہ نہیں مانا گیا ہے۔ تو جناب اپیکر میری گزارش یہ پورے House سے ٹریڈری پیچز سے اور اپوزیشن پیچھے سے کہ وہ اس قرارداد میں ہماری ساتھ دیں۔ اس قرارداد کو pass کریں اور وہ جو ہمارے میڈیا کے لوگ ہیں ان سے پھر ہماری یہ گزارش ہے کہ ان چیزوں کو اپنی چیزوں کو اجاگر کریں۔ ہمارے مطالبات، ہم ایک گورنمنٹ ہیں اور وفاق کے ساتھ ہمارا link ہے اور وفاق میں، اُس گورنمنٹ کی جو وہاں بنی ہوئی ہے اسکے ایک معنی میں ہم allies بھی ہیں۔ ہم اپنے ally سے یہ مطالبہ کرنا چاہتے ہیں آپ دکھدیں۔ اُسمیں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ہماری طرف سے آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے آپ ہمارے مطالبات کو من و عن جو کچھ کہتے ہیں آپ سنتے ہیں آپ لکھتے جائیں اور آپ چھاپتے جائیں اور دنیا کے سامنے ملک کے سامنے اپنی عوام کے سامنے اسکو اس طرح رکھتے جائیں۔ تو جناب اپیکر میں آخر میں آپکی توسط سے ایوان سے پھر یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس قرارداد کو اہم سمجھتے ہوئے اسکو منظور کریں تاکہ آپکے توسط سے ہم مرکز سے رجوع کریں اور ان سے مطالبہ کریں کہ اس سلسلے میں جو ہمارا کھاتہ ہے ہماری جو حساب کتاب بنتی ہیں اُسمیں ہمیں مطلع بھی کریں۔ اور سالانہ بجٹ کے حوالے سے وہ ہمیں دے دیں۔ شکریہ جناب اپیکر۔

جناب اپیکر۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 23 منظور کی جائے؟۔ ہاں یا نہیں؟۔ ہاں۔ مشترکہ قرارداد نمبر 23 کو منظور کیا جاتا ہے۔ پس احمد علی صاحب آپ ذرا House کو اعتماد میں لیں جو وہاں آپ نے dialogue کیا ہے۔

جناب پرس احمد علی احمد زئی: شکریہ جناب اپیکر صاحب! آج سے کچھ روز پہلے بھی اس ایوان سے منتخب نمائندے گئے تھے اپوزیشن کی جانب۔ اور مذاکرات کیئے اُن سے۔ اور کچھ تحفظات تھے اپوزیشن کے لیکن وہ اپنی تحفظات پر آج بھی برقرار ہیں اور اس وقت بھی تھے۔ لیکن آج میں سمجھتا ہوں کہ جمہوری نظام کا یہ ایک حسین پہلو ہے کہ جس میں اپوزیشن جو ہے وہ اس اسمبلی میں دوبارہ آتی۔ تو میں انکو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور ایک دن اگر یہ اپوزیشن میں ہیں تو اقتدار میں بھی تھے۔ تو ایک دن اگر ہم اقتدار میں ہیں تو کل ہم بھی اپوزیشن میں ہو

نگ۔ تو ایک دوسرے کو برداشت کرنا ایک دوسرے پر تقدیم کرنا اور یہ جمہوری نظام کا ایک بہترین پہلو ہے کہ ہم ایک دوسرے پر تقدیم بھی کریں لیکن وہ تقدیم برائے تقدیم نہیں ہو۔ سیمیں تعیری پہلو بھی ہونا چاہیے۔ ایک چیز میں یہاں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کچھ فضاء الیکٹریکی قائم ہو رہی ہے کہ جیسے اپوزیشن جو اسمبلی سے بائیکاٹ کر کے نکل گئی معاملہ جو ہے وہ پیسوں کا ہے۔ معاملہ جو ہے وہ فنڈر ز کا ہے معاملہ ٹھیکوں کا ہے۔ یہ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہماری جوان سے بڑی گہری اور تفصیل سے ہماری وفد کی ملاقات ہوئی۔ ایک چیز جناب والا یہ واضح ہے کہ یہ جھگڑا فنڈر ز کا نہیں ہے ٹھیکوں کا نہیں ہے پیسوں کا نہیں ہے۔ یہ معاملہ ہے ان لوگوں کو فائدہ دینا کہ جو منتخب نہیں ہیں اپنے حلقوں سے منتخب نہیں ہیں۔ اور ظاہر ہے ہر حلقے سے ہم ایکشن لڑ کے آئے ہیں۔ اس ایوان میں مختلف پا رٹیاں موجود ہیں۔ ہر پارٹی کا اپنا ایک منشور ہے اپنا ایک طریقہ کار ہے اور بڑی محنت سے ہر منتخب نمائندہ ایکشن جیت کروٹ لیکر ایک پروگرام لیکر آیا ہے چاہے میں ہوں چاہے آپ جناب اسپیکر صاحب ہوں۔ اگر ہمارے حلقوں میں، ہم منتخب نمائندے ہیں اور منتخب نمائندے کے علاوہ کوئی ایسا عصر کوئی ایسا شخص کوئی ایسا گروپ کہ جو شکست خورده ہو جو اپنے حلقے سے ہارا ہوا ہو۔ اگر اس طرف فنڈر ز دیئے جائیں کام کیئے جائیں۔ یہ تھا وہ بنیادی نکتہ۔ یہ تھا وہ بنیادی اہم نکتہ کہ جو اپوزیشن نے ہمارے سامنے رکھا کہ وہ چاہتے ہیں کہ غیر منتخب نمائندوں سے جو ہے وہ کام نہیں کیئے جائیں۔ باقی جو حکومت کا ایک پالیسی ہے جو forensic test ہو رہا ہے جو دیگر کارروائیاں ہو رہی ہیں وہ اپنی جگہ پر۔ لیکن صرف بنیادی نکتہ یہ ہے کہ غیر منتخب نمائندوں سے کام نہیں لیا جائے ایک تو چیز یہ ہے۔ پھر ہم نے اپنی جانب سے اپوزیشن کو یہ بات guarantee کرائی اور ضمانت دی کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتے کے اندر اندر ہم اپنی پارلیمانی لیڈر سے یعنی میں مسلم لیگ (ن) کی اپنی پارلیمانی لیڈر سے نواب شناع اللہ ہری سے اور ساتھ ساتھ باقی بھی ہمارے پارلیمانی پارٹی کے جو لوگ ہیں میر خالد لانگو صاحب اور منظور احمد کا کٹر صاحب بھی موجود تھے۔ انہوں نے بھی یہی guarantee کو دیا کہ وہ بھی اپنی پارلیمانی لیڈر ز کے ساتھ وہ یہ میٹنگ کریں گے اور تب تک ہماری یہ کوشش ہوگی کہ پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ کم از کم جو غیر منتخب نمائندے ہیں جن کو یہ کام دیا جا رہا ہے، ہے یا نہیں؟ اُسکی وضاحت تو پی اینڈ ڈی پارٹمنٹ اور حکومت خود کریگی۔ لیکن ہم ہفتے کے اندر اندر یہ پارلیمانی لیڈر ان کا اجلاس کریں گے اور یہ پابند کریں گے کہ منتخب نمائندوں کو فنڈر ز دیئے جائیں۔ ترقیاتی کام اُنکے through کیے جائیں غیر منتخب نمائندوں سے نہیں کیا جائے۔ یہ باتیں ہیں۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے شکریہ جی۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے مفصل طریقے سے بتا دیا بھی ہم ایک بہت

اہم معاملے کی جانب چلتے ہیں۔ بہت اہم معاملہ ہو رہا ہے جس کیلئے آپ as a government آپ کو تدارک کرنا پڑے گا۔ اور یہ وضاحتیں بھی دینی پڑے گی اور بلوچستان کے عوام کو بھی اعتماد میں لینا پڑے گا۔ جی حاجی اسلام صاحب۔

حاجی محمد اسلام: **ذَسْمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر! میں ایوان کی توجہ انہتائی اہم معاملے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ پچھلے دنوں جو اخبار میں آیا ہے تو تک کا جو مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ تو یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ آج ہم یہاں اُنکے لیے کوئی فاتحہ پڑھ لیتے لیکن کسی کو جو ہے ناں یہ گوارہ بھی نہیں ہوا۔ لیکن دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! تو تک کا جو مسئلہ ہے آج، میں اس ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کم از کم ہم جو نمائندے ہیں ہم سے پوچھا جاتا ہے اخبار میں پچھا اور آ جاتا ہے جب ہم سے پوچھتے ہیں تو ہمیں پتہ نہیں چلتا ہے کہ تو تک میں یہ واقعہ ہوا ہے کتنے dead bodies نکلے ہیں کتنے ہوئے ہیں۔ کل کا ایک ٹیلیویژن کے نمائندے نے مجھ سے پوچھا ہے کہ تو تک میں جو dead bodies نکلے ہیں وہ کتنے ہیں؟۔ تو میں نے کہا کہ 25 ہیں۔ آج اخبار میں آیا ہے کہ یہ 13 ہیں۔ کسی اخبار میں 100 سے بھی اور پکھا ہوا ہے۔ ہمارا ہوم منستر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہونا تو یہ چاہیئے کہ کم از کم ہمیں یہ بتا دینا چاہیئے تھا کہ بابا! اسی تعداد کتنے ہیں تا کہ ہم اپنے عوام کو اپنے علاقے کے لوگوں کو یہ بتا دیں کہ ایک حقیقت میں یہ کتنے ہیں۔ اسکے بعد جناب اسپیکر! یہاں ایک الیہ ہے جہاں جس کے علاقے میں کوئی آپریشن ہوتا ہے یا کسی کو پوچھنا تو دُور کی بات ہے تو اسکے بعد صرف اخبار سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ فلاں جگہ پر جو چھاپا پڑا ہے یا raid ہوا ہے یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ ڈاکو تھے، ڈشٹکر د تھے یہ کون تھے؟۔ اصولاً یہ ہونا چاہیئے کہ جس زکن اسمبلی کے علاقے میں جو جہاں بھی کہیں کوئی واقعہ ہوتا ہے، پوچھتے تو ہم سے نہیں ہیں۔ لیکن کم از کم اتنا تو واقعہ کے بعد یہ ہونا چاہیئے کہ بتا دیتے کہ بھی! وہاں جو یہ چھاپے یا raid ہوا وہاں جو واقعہ ہوا اسکا اصل حقائق کیا ہیں۔ تا کہ ہم اپنے عوام کو اپنے علاقے کے لوگوں کو یہ بتاسکیں کہ اصل حقائق کیا ہیں۔ لہذا ہماری گزارش ہے اپنے ہوم منستر سے کہیں بھی ایسا واقعہ ہو تو وہ اپنے نمائندوں کو تو بتا دیں تا کہ ہم اپنے علاقے کے لوگوں اور عوام کے سامنے یہ حقائق بتا دیں۔ پنجگور میں ایک واقعہ ہو جاتا ہے اگلے دن اخبار میں آتا ہے کہ اتنے ڈشٹکر د مارے گئے اور مجھ سے کوئی پوچھتا ہے تو میں اُسکو کیا جواب دوں؟۔ ڈشٹکر د تھے، ڈاکو تھے کون تھے؟۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ نہ کوئی ہم سے پوچھتا ہے نہ ہمیں بتاتا ہے۔ لہذا جب تو تک کا مسئلہ ہے تو اس پر بھی ہمارے مہربان کم از کم ہمیں یہ بتا دیں کہ اسکے صحیح اعداد و شمار کیا ہیں؟۔ حقائق کیا ہیں؟۔ اور ہونا تو یہی چاہیئے تھا کہ انکی DNA tests ہوتے

کہتا کہ اُن لوگوں کو جس پر مایوسیاں پھیلی ہوئی ہیں کم از کم اُن پر تو یہ حقائق آشکارہ ہوتے کہ یہ لوگ کون تھے؟۔ لیکن اس سے بھی ہم محروم ہو گئے۔ براہ مہربانی ان چیزوں کو سنجیدگی سے لے لیں ہمیں بتادیں تاکہ ہم اپنے عوام کی صحیح راہنمائی کریں۔ Thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: ہوم منستر صاحب! ایوان کو ساری معلومات بھی فراہم کریں۔ ایک دفعہ ہوم منستر۔

میر خالد لانگو (مشیر برائے وزیر اعلیٰ، حکمہ خزانہ): جناب اسپیکر! ہم بات کر لیں پہلے۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی قائد حزب اختلاف صاحب۔

(قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! ارکین اسمبلی اگر اس پر بولنا چاہتے ہیں اُنکے ذہن میں ہیں۔ ارکین کی اگر رائے آجائے تھنخات آ جائیں اُنکے، پھر ہوم منستر صاحب بات کریں۔

جناب اسپیکر: نہیں تھنخات کی بات نہیں ہے مولانا صاحب۔ مولانا صاحب! معاملات کی بات ہیں، پہلے تفصیلات تو وہ دیں۔ ہوم منستر تفصیلات دیں گے تو پھر اسکے بعد ہم بحث میں جائیں گے۔ تفصیلات ہی نہیں ہیں، اُنکے پاس، ہوم منستر صاحب کو تفصیلات دینے دیں اُنکی یہ ذمہ داری ہے۔ وہ پہلے بتائیں ایوان کو اعتماد میں لیں جی سرفراز گٹھی صاحب! پہلے بتائیں تو صحیح کہ گیارہ لاشیں ہیں اٹھارہ ہیں یہی بتائیں تو صحیح؟۔

(قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! پہلے ارکین کو بولنے دیں۔

جناب اسپیکر: وہ بعد میں بولیں گے نام پہلے تو House کو اعتماد میں لیں نا۔ بحث نہیں، میں نے ابھی بحث کی اجازت نہیں دی ہے۔ وہ بعد میں بالکل time دوں گا۔ مولانا واسع صاحب بالکل time دوں گا پہلے لیکن House کو اعتماد میں لیں۔ مجھے بھی نہیں معلوم کہ کیا ہو رہا ہے۔ مجھے بھی اخبارات کے ذریعے معلوم ہوا ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ مولانا صاحب! آپ انہیں بولنے تو دیں، مولانا صاحب! آپ بھی پہلے حکومت کا حصہ رہے ہیں۔ ہوم منستر اس وقت بھی تھے۔ پہلے انہیں بولنے تو دیں۔ جی ہوم منستر صاحب! پہلے اس واقعے کی وضاحت کریں اور ایوان کو اعتماد میں لیں تو پھر یہ جو situation بتی آ رہی ہے اُسکے لیے ایک دن مقرر کرتے ہیں۔ جس کی وزارت ہوتی ہے اُسکی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ وضاحت کریں، جواب دیں۔ پہلے وہ معلومات تو دیں۔ آپ کو بھی نہیں پتہ مجھے بھی پتہ نہیں ہے ایک پڑی چلتی ہے ٹوی چین پر ادھر سے پتہ لگتا ہے، ایک جگہ دن دو لاشیں ہیں پھر چیس لاشیں ہیں، پھر گیارہ لاشیں ہیں۔ تو اعتماد میں لیں ایوان کو یہ حق بتا ہے ایم پی ایز کا کہ انہیں معلومات دی جائیں۔۔۔ (مداخلت)۔ جی ہوم منستر صاحب!

میر سرفراز احمد گٹھی (وزیر داخلہ): شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو میں گورنمنٹ کی جانب سے، کہ یہ انسان دشمن جو ایک اقدام ہوا ہے تو mass grave ملا ہے اسی میں جتنے لوگ قتل ہوئے ہیں، میں انکی شدید الفاظ میں نہ مدت کرتا ہوں۔ اور اس واقع کی تفصیلات میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج سے تین دن پہلے ایک چڑواہا تین دن پہلے وہاں بکریاں چراہ رہا تھا۔ اسکو ایک انسانی ہاتھ نظر آیا۔ اور اس ہاتھ کو اس نے دیکھتے ہیں سب سے پہلے وہاں نزدیک ہی ایک ایف سی کا پوسٹ تھا، انکو جا کے اطلاع کی کہ یہاں پر کوئی ہاتھ نظر آیا رہا ہے انسانی اعضاء ہے۔ تو وہ پھر ایف سی والوں نے ڈپی کمشنر کو، انکے ونگ کمانڈرنے ڈپی کمشنر کو فون کیا اور ڈپی کمشنر نے کوئی اہلکاروں کو لیکر اور لیویز کے اہلکاروں کے ساتھ اس جگہ پر پہنچا۔ تو وہاں پر انکو پہلے دن تو دو لاشیں ملیں۔ اور پہلے turn میں۔ پھر اسکے بعد جب کھدائی ہوتی رہی تو ٹول لاشوں کی جو تعداد ہے وہ 13 ہیں اور وہ 13 لاشیں جو ہیں وہ شناخت کے قابل نہیں ہیں ہم نے وہ تیرہ کی تیرہ لاشیں خضدار اسپتال میں پہنچا دی ہیں سارے علاقے کو اطلاع دی گئی ہیں۔ مزید تلاش جاری ہے کہ اس طرح کا اگر کوئی ہمیں mass grave ملے۔ اور میں فاضل رکن کے knowledge کیلئے بتا دیا جاتا ہوں کہ گورنمنٹ آف بلوچستان نے پہلے ہی decisions لے لیا ہے کہ ہم ان تمام لوگوں کو DNA test کروائیں گے آپ کو معلوم ہے کہ DNA test کیلئے کوئی لواحقین، کوئی اسکو match کرنے کیلئے بھی کسی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن DNA tests کرا کے اپنے پاس record رکھ لیں گے پھر کسی کا اگر کوئی شخص لاپتہ ہے یا کوئی missing ہے تو وہ آکے match کرنے کیلئے ہمارے پاس وہ record موجود ہے۔ اور ساتھ ساتھ میں تھوڑا سا اسکی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اخبارات میں جو figures بتائے جا رہے ہیں وہ figures اس طرح نہیں ہیں۔ کسی اخبار میں 150 لکھا تھا جو میں پڑھ رہا تھا۔ کسی میں میں 25 تھے۔ جو official figures ہیں جو وہاں پر dead bodies ملے ہیں اُنکا 13 count ہیں۔ یہ اس طرح کا واقعہ ہے اور مزید جوار کیں بولیں گے تو پھر میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہم آج ہی اسکو conclude کر لیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اتنا جلدی یہ conclude نہیں ہوگا۔ پہلے تحقیقات مکمل کر لیں۔

(وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! وہ آپ اسکے لیے کوئی بحث کا دن رکھ لیں۔ مختصر امیں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ یہ واقعہ اس علاقے میں ہوا ہے اور حکومت بلوچستان اسکی سب کی DNA test کروائی ہیں۔ اور لاشیں خضدار اسپتال میں تیرہ کی تیرہ موجود ہیں۔

بلوچستان صوبائی اسمبلی

جناب اسپیکر: شکر یہ۔ جی یہ آپ بتا دیں کہ تی پرانی لاشیں ہیں یہ آپ House کو اعتماد میں لیں۔

(وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! investigations ہو رہی ہیں ایک تو DNA کے بعد اور

details Postmortem کے بعد ہمیں پتہ چل سکے گا کہ یہ لاشیں کتنی پرانی تھیں اور کتنے عرصے سے تھیں کیونکہ ظاہر تواریخے لگتے ہیں کہ وہ تین چار مہینے پرانی لاشیں ہیں۔ کیونکہ اُسکی جوشش شدہ حالت تھی وہ پہچانے کے قابل نہیں تھیں۔

جناب اسپیکر: تو آپ کب تک ready ہو گے House میں اس further House کو اعتماد میں لینے کیلئے کب تک تیار کر لیں گے؟۔

(وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! next session میں بتا دیں گے۔

جناب اسپیکر: next session تو ابھی پچھیں دن کے بعد ہو گی۔

(وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! میں آج ہی، مجھے ایک گھنٹہ کا time آپ دے دیں۔

جناب اسپیکر: نہیں گھنٹہ کا نہیں کیونکہ یہ دوسری جو بات ہوئی ہے وہ اسی سیشن کے دوران آپ کو House کو اعتماد میں لینا پڑیا کیونکہ اسکا جو ماحول بن رہا ہے آپ کی حکومت کے خلاف، میں impartial آدمی ہوں۔ media کے ذریعے ایسا ماحول بن رہا ہے کہ اُسکو آپ لوگوں نے وضاحت بھی کرنی ہے مدارک بھی کرنی ہے۔ اور جہاں زیادتی ہوئی ہے اُسکا ازالہ بھی کرنا ہے۔

(وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! آپ درست فرمار ہے ہیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے ناں جی۔ آپ اُسکی ابھی سے تیاری کر لیں۔

(وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! ٹھیک ہے وہ آپ time بتا دیں۔

جناب اسپیکر: میں سمجھتا ہوں زیارت وال صاحب! آپ پارلیمنٹری افیئرز کے منسٹر ہیں۔ تو آپ ایک دن especially مخصوص ایک دن رکھ دیں۔ کیونکہ یہ بہت لمبی بات نہیں ہو جائے۔ دونوں کے بعد بحث کیلئے آپ تیار ہو گئے، معلومات لیکر کے؟۔

(وزیر داخلہ): جناب اسپیکر! جی ہاں بالکل۔ ہمارے پارلیمانی افیئرز کے منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ جو بھی کہیں۔

جناب اسپیکر: آپ طے کر لیں کہ کب آپ time میں گے ہمیں، مطلع کر نیگے؟۔ اور یہ سردار کی تھران صاحب جو جس واقعہ کا ذکر کر رہے ہیں وہ بھی اُسکو شامل کر لیں آپ۔

(وزیر داخلہ): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: آپ کھیزان صاحب واقعہ کا ذکر کر لیں جو ہو گیا ہے۔ usually یہ جو اصول یہ ہوتا ہے میں ٹریشری بیچز سے گزارش کروں، کہ جس وزارت کے وزیر بیٹھے ہوئے ہیں وہ جوابدار ہوتے ہیں وہ تیاری کرتے ہیں انکو بولنے دیا کریں۔ پھر انہوں نے آخر میں سمیٹنا ہے۔ جی ڈاکٹر حامد صاحب۔

(وزیر منصوبہ بنی و ترقیات، جی ڈی اے، بی بی اے، کیوڈی اے و بی سی ڈی اے): ہماری اس House سے آپکے وساطت سے یہ press سے کرینے جناب اسپیکر آپ بھی اپنی روٹنگ دے دیں۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

(وزیر منصوبہ بنی و ترقیات، جی ڈی اے، بی بی اے، کیوڈی اے و بی سی ڈی اے): تاکہ وہ اپنا اسکو اتنا exaggerate وہ پیش نہیں کریں یہ تو وہ اس پر جلتی پر تیل کا کام کی کوئی اپنے ارادے سے کر رہا ہے۔ ہم پر لیں سے یہ request کرینے آپکے توسط سے کم از کم اس serious معاملہ کو اتنا آسان نہیں لیا جائے کہ ہوم منظر 13 بتار ہے اور اخباری نمائندے کوئی 100 بتار ہے ہیں۔ کوئی 70 بتار ہے ہیں۔ بڑی مہربانی جی۔

جناب اسپیکر: سردار کھیزان بات کرینے کے بعد خالد لانگو صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیزان: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ یہ بلوچستان ہے یہ ہم اس بلوچستان کے رہنے والے ہی بچہ بوڑھا بوڑھا جوان ایک دوسرے کو جانتے ہیں کہ کون کیا ہے کون کیا نہیں ہیں۔ میں مختصر اعرض کروں گا۔ ہمارے فاضل ممبر نے کہا کہ جی ایک واقعہ ہو جاتا ہے ہم اخباروں میں پڑھتے ہیں ہمیں کوئی اعتماد میں نہیں لیا جاتا ہے ہم اس علاقے کے ہیں۔ جب وہ اس علاقے کے منتخب نمائندے کے ساتھ یہ واقعات ہوتے ہیں تو میرے خیال میں پھر بات ختم۔ ابھی میں اسکی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ مجھے ایک دشمنگرد کے طور پر 12 تاریخ کو declare کیا گیا اور میرے گاؤں کو روندا گیا میرے گھروں کی تلاشی لی گئی۔ میں حلفاء اس House میں حلفاً کہہ رہا ہوں کہ جو ایک منتخب نمائندہ بحیثیت سردار، بحیثیت ایک notable کے، اسمبلی ٹرکن کے میرے ساتھ جو ہوا۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان کی افواج اگر ہندوستان کو فتح بھی کر لیتی تو یہ حشر نہیں ہوتا یا ہندوآ کے اگر پاکستان کے کسی علاقے پر قبضہ کرتے تو بھی وہ حشر نہیں ہوتا جو کہ میرے گاؤں کا حشر ہوا ہے۔ اور مجھ پر، میرے گاؤں کا جو پکوڑے بیچنے والا ہے جو چڑواہا ہے اُن پر دشمنگردی کے cases بنانے کے کبھی انکو لوار الائی لشکریا جا رہا ہے آج پرسوں انکو لوار الائی لایا گیا ہے کل پھر انکار میا ڈلیا گیا ہے انکو بار کھان لے جایا جا رہا

ہے اکیس آدمی وہاں پر میرے پڑے ہوئے ہیں۔ میرے اوپر تین پر پچ دیئے گئے ہیں دھنگردی کے پتہ نہیں کیا کیا۔ ایک سینٹر کیلئے آپ یہ سوچیں کہ ایک شخص پر الزام لگتا ہے کہ جی پولیس والوں کے ساتھ بد تیزی کی ہے۔ اُسکے ساتھ یہ حشر ہوتا ہے۔ چادر اور چہار دیواری کی دھبیاں اڑائی جاتی ہیں وہاں پر۔ ہماری پردهہ دار خواتین ہیں وہاں پر چار دفعہ پولیس والے گھسے ہیں۔ میرے گاؤں کے نوے گھر ہیں، میں قرآن کو حاضر و ناظر کر کے کہتا ہوں کہ دو گھروں کے علاوہ ہر گھر میں گھسے ہیں صندوق توڑے ہیں۔ ہر چیز کی گئی ہے وہاں پر۔ کل کا واقعہ آپ کا ہوا ہے۔ اچھا! کوئی search warrant نہیں ہیں کوئی warrant نہیں ہیں۔

میں نے انہیں کہا، انہوں نے کہا کہ F.I.R. میں نے کہا کہ میں نے surrender کر دیا ہے۔ اُسکے بعد کل کا واقعہ آپ دیکھیں، میرے گھر پر raid کیا گیا، کسی عدالت کا کوئی search warrant نہیں ہیں۔ ڈپی کمشنر کو بلوکر اس House کے سامنے قرآن اُسکے سر پر کھیں کہ اُسکو اعتماد میں لیا گیا یا کمشنر کو اعتماد میں لیا گیا؟۔ چیف سیکرٹری کو اعتماد میں لیا گیا؟۔ کل واقعہ ہوا ہے، وہاں پر درجنوں کے حساب سے کاشکوف، جی تھری سیٹ، satellite mobiles پکڑے گئے ہیں۔ جناب! ایک فون گیا، وہ ساری چیزیں، جناب! اُس میں آپ کا اسٹینٹ کمشنر وہاں کا، وہاں DSP وہاں، وہاں کا FC، انہوں نے کپڑا ہے وہ۔ اور ایک ٹیلفیون پر انکو چھوڑ دیا گیا ہے۔ میں نے کیا گناہ کیا ہے؟۔ کیا میں دھنگرد ہوں؟۔ کیا میں پاکستان کا حامی نہیں ہوں؟۔ کیا میں ہندوستان سے آیا ہوں؟۔ میرے ساتھ یہ ناروا سلوک کیوں کیا گیا؟۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ Coustodian ہیں اس House کے۔ آپ اس پر کمیٹی قائم کریں۔ میں challenge کریں۔

پر کہتا ہوں، آپ معزز ممبر ان کی ایک کمیٹی بنائیں۔ اگر کسی جگہ، میری 56 سال عمر ہے، میری دھنگردی ثابت ہو؟۔ قبائلی دشمنیاں انکی بھی ہیں، ہماری بھی ہیں۔ مجید خان بھی، حامد خان کی بھی ہیں۔ خالد خان کی بھی تھے، ہر ایک قبائلی دشمنیوں میں پھنسا ہوا ہے۔ اگر کسی stage پر کھیتر ان قوم نے کہیں دھنگردی کی ہے تو میں اس House کے سامنے وعدہ کرتا ہوں کہ اس جناح روڈ پر پھانسی کا پھندا قبول کروں گا۔ نہیں تو، میرے ساتھ کیوں کیا گیا؟ اور کل کیا ہوا؟۔ اسکی inquiry کرائیں۔ آپ کا ہوم منسٹر بیٹھا ہوا ہے۔ آپ پانچ چھ ممبر ان کی کمیٹی بنائیں۔ کل کے واقعے کو دیکھیں اور میرے واقعے کو دیکھیں۔ میں کسی کا فریق نہیں ہوں میں کسی کی جگہ نہیں بتاؤں گا۔ آپ کو بھی پتہ ہے۔ اخباروں میں بھی آیا ہے۔ دنیا کو پتہ ہے۔ ہوم منسٹر کو پتا ہے۔ آپ وضاحت لیں ہوم منسٹر سے؟۔ میرے ساتھ کیوں یہ سلوک کیا گیا؟۔

جناب اسپیکر: نہیں ایک منٹ آپ پڑھیں۔ خالد صاحب بات کر لیں پھر۔ میں اس سے آگے

بڑھوں گا ان چیزوں کیلئے ایک دن مقرر ہو گا بات کرنے کا۔ جی خالد لانگو صاحب کو بولنے دیں ناں ابھی صبر کریں ناں ڈاکٹر صاحب۔ وہ بعد میں ہو گا۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

(وزیر منصوبہ بنندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی بی اے، کیوڈی اے و بی سی ڈی اے) : ہماری کوئی قبائلی دشمنی نہیں ہیں جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر! روزِ اول سے ہم نے، ہمارے خاندان نے، ہمارے قبیلے نے، ہماری پارٹی نے یہ واضح اور واشگاف الفاظ میں کہا کہ قانون، روانج اور شریعت پہلے دن سے حکومت وقت کو، حکومت وقت کو کہ یہ تین طریقے ہیں۔ اگر اور بھی کوئی طریقہ ہے، اُسکے مطابق اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ یہ حکومت وقت کی ذمہ وار یا تھیں، کہ ہم سب جیلوں میں، ہمارے گھروں میں تماشیاں، ہمارے بچے اور ہمارے مردوں کو مارا گیا۔ حمید گل اور کریم امام کے بدمعاش دہشتگرد ہمارے گاؤں، قلعہ عبداللہ، عنایت اللہ کاریز پر حملہ ہوا۔ اُس وقت کے چیف سیکرٹری نے resign کیا۔ تو ہماری قبائلی دشمنی کسی سے نہیں ہے۔ ہم اُس وقت ریاستی دہشتگردی کے شکار تھے اور ہم نے آپکے through a kabirin سے request کرنا چاہتے ہیں۔ ہم شکر گزار ہے حکومت کے اُن اداروں کے جہنوں نے یہ آگ جلائی تھے اور ابھی وہ کہتے ہیں ہم اُنکی بات کو مانیں گے کہ ابھی اُس میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ یہ ایک open secret ہے۔ یہ ایک That we don't any قبائلی دشمنی میں اور مجید اس قسم کے کسی بھی دشمنی میں نہیں ہیں۔ ہم اُس وقت ریاستی دہشتگردی کے شکار تھے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

(وزیر منصوبہ بنندی و ترقیات، جی ڈی اے، بی بی اے، کیوڈی اے و بی سی ڈی اے) : ہم آپکے through یہ request کرنا چاہتے ہیں اکابرین سے، جو ابھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ان چیزوں میں بڑے شکر گزار ہیں حکومت کے اُن اداروں کے جہنوں نے یہ آگ جلائی تھی اور ابھی وہ کہتے ہیں کہ ہم اُنکی بات کو مانیں گے۔ کہ ابھی ہمارا اسیں کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ یہ ایک open secret ہے۔ میں اور عبدالمحیمد صاحب اس قسم کے کسی بھی دشمنی میں نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی عبداللہ بابت صاحب۔

جناب عبداللہ جان بابت (مشیر برائے وزیر اعلیٰ، محکمہ جنگلات و جنگلی حیات، امور حیوانات) : ہماری قبائلی وہ جو کہہ رہے ہیں۔ یہ ہماری کوئی نہیں ہے۔ بلکہ اسیں میراذات بھی involve تھا۔ اب میں تو نہ حمید زئی ہوں، نہ اچکزئی ہوں، یہ چونکہ ہمارے پارٹی کے لیڈر شپ کر گھر پر حملہ تھا، یا ایک سیاسی، خالصتاً سیاسی مسئلہ تھا۔ اسیں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب اپسکر: بابت صاحب you thank - جی خالد لانگو صاحب اس معاٹے پربات کریں۔

میر خالد لانگو (مشیر برائے وزیر اعلیٰ، حکمہ خزانہ): شکر یہ جناب اپسکر! سب سے پہلے تو ایک مسلمان کی حیثیت سے اور ایک بلوچ کی حیثیت سے جو تو تک میں واقعہ ہوا ہے۔ اُس پر اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میر ادل تو خون کے آنسو روتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ اور بلوچوں کے ساتھ اس طرح ہورتا ہے۔ دوستے ہیں جناب! میں حکومت میں ہوں، میں حکومت کا حصہ ہوں، Honourable Home Minister بیٹھے ہوئے ہیں میں اُن سے یہ گزارش کروں گا، حکومت وقت کی ذمہ داری ہے اور ہمیں اللہ کو بھی جواب دینا ہے۔ ہمیں قبر میں بھی جانا ہے اور وہاں پر حساب ضرور دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں بھی حساب لیتا ہے۔ لیکن قبر میں بہت ضروری ہے۔ یہاں جناب Home Minister آپ کو اللہ اور رسول ﷺ کا واسطہ ہے۔ اگر یہ mass-grave میں پاکستان پرست involve ہیں، انکو ظاہر کریں، جو پاکستان کے نام پر، پاکستان پرستی کے نام پر جنہوں نے بدمعاشیاں کی ہیں اور بلوچوں کو بیڑہ غرق کیا ہے، انکو بھی ظاہر کریں، اگر آزادی پسند، تھے جو آزادی کا نعرہ لگاتے ہیں، آپ کو اُسی حد اور رسول ﷺ کا واسطہ ہے اسکو ضرور بے نقاب کریں انکو۔ کہ انہوں نے ظلم کیا ہے۔ انہوں نے ماڈل کی گودیں اجھاڑی ہیں۔ انہوں نے ظلم کی انتہا کر دی ہے۔ کوئی غیر مسلم کے ساتھ بھی اس طرح نہیں کرتا ہے۔ قبائل جنگیں ہم نے بھی لڑی ہیں، کوئی اتنا بیدری نہیں کرتا ہے۔ یہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ تاریخ ہمیں یاد رکھے گی یہ یاد نہیں رکھیں گی کہ فلاں خان جو ہے نا مشیر خزانہ تھا، فلاں ہوم منٹر تھا۔ تاریخ ان چیزوں سے ہمیں یار رکھے گی۔ ہمیں بلوچ کی تاریخ، ہمیں اپنے آنے والے نسلوں کو جواب دینا ہے۔ ہمیں انصاف کرنا ہے، جو بھی اسی میں involve ہیں، بلا خوف و بلا خطرہ اور میں آفرین پیش کرتا ہوں صوبائی حکومت کا بھی اسی efforts میں، صوبائی حکومت کی کہ اس نے جرأت کی انتظامیہ نے، FC نے بھی، اس پر میں FC کو سلام پیش کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے یہ چیز بے نقاب کیا۔ دوسرا جناب عالیٰ ہمیں بہت احتیاط کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ ہم اگر میڈیا کے خلاف بات کریں تو ساردن breaking news میں، جناب! ایک ملالہ پر، ایک ملالہ پر یہاں پر اتنی کورت گدی گئی اُس ملالہ یوسف زی کو کہ پیغظ شہید کی جو شہادت ہوئی تھی۔ اُسکو اس نے پچھے چھوڑ دیا۔ یہاں بد بخت، اگر پانچ بھی بلوچ ہیں یا mass-grave ملا، کوئی breaking news نہیں ہے۔ جتنی بھی ہماری میڈیا چینلز ہیں، کسی پر بھی نہیں ہے۔ یا راغدا کیلئے آپ ایک ملالہ کیلئے آسامن سر پر اٹھایا ہوا تھا۔ آج تک ملالہ یوسف زی کی ہماری جان نہیں چھوڑتی۔ جس طرح بھی ہے، وہ جا کر لیکن ادھر جو

خبرات میں، وہ ایک ہمارا خبار ہے، جس کو بلوچوں کا کہا جاتا ہے۔ وہ صحیح دے رہے ہیں، غلط دے رہے ہیں۔ باقی پرنٹ میڈیا، الیکٹرونک میڈیا سے ہمارا گلہ ہے، شکوہ ہے، سخت بات تو ہم ان صاحبان کے خلاف کر نہیں سکتے۔ ہماری ہمت نہیں ہے، جرأت نہیں ہے، اگر کچھ بھی کریں گے خُدا خواستہ تو سارا دون ہمارے کپڑے وہ اتار دیں گے۔ لیکن ان سے دست بستہ گزارش ہے یا! ظلم ہوا ہے۔ ظلم کی انتہا ہوئی ہے۔ جاؤ اپنے D.S.F. van اٹھا کر تو تک جاؤ۔ دیکھو کیا ہوا ہے۔ کیوں نہیں جاتے ہو؟۔ باقی گزارش میری ہوم منٹر صاحب سے، ہم خود حکومت کا حصہ ہیں۔ گزارش یہ ہے خُدارا! اسکو بے نقاب کریں۔ کسی کی پرواہ نہیں کریں۔ اگر آزادی پسند ہیں بھی اسکو ذلیل خوار، اسکو سوا ہونا چاہئے۔ اگر پاکستان پرستوں نے یہ کیا ہے، پاکستان کے نام پر اگر، اس طرح پاکستان اور بلوچوں کا یہ غرق کرتے ہیں۔ انکو بھی نے نقاب کرنا چاہئے۔ بہت مہربانی۔

جواب اسپیکر: thank you جی۔ اس بحث کو میں سمیٹتا ہوں۔ تشریف رکھیں سب لوگ۔ تھوڑی سختی مجھے کرنے پڑیں۔ please سرفراز بگئی۔ مولانا صاحب! خاتون ایک منٹ بیٹھیں۔ یہ بحث جمعرات کو آپ نے تفصیلی اعتماد میں لینا ہے اس House کو، اس سلسلے میں،。 ختم آگے بڑھتے ہیں۔ میں نے رو لنگ دے دی۔ مولانا صاحب! ایک منٹ انکو میں دے رہا ہوں 36 گھنٹے اور تفصیلات لے آئیں House کے سامنے۔ کیونکہ پھر ہماری انتظامیہ کو اعتماد میں لیں، وہ حصہ ہیں انتظامیہ کا۔ مولانا صاحب کی بحث سے کیا کوئی لاشیں لکھنا تو رکیں گی تو نہیں؟۔ آگے چلتے ہیں۔ میں Thursday کی میں نے رو لنگ دے دی ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ سرفراز بگئی۔ صاحب Thursday کو تفصیلات لیکر آئیں۔ جو DNA ٹیسٹ ہو گئے ہیں، کوئی تفصیل آئی ہیں۔ پتہ چلا ہے کہ انکا کوئی ورثاء پیدا ہوئے ہیں۔ سارے ایوان کو آپ اعتماد میں لیں۔ کیونکہ تین تین، چار چار ماہ پرانی لاشیں لکل رہے ہیں۔ آپ مختصر کچھ کہیں اس issue پر پورٹ ابھی آئیں، ناکمل ہے یہ چیز۔

قادہ حزب اختلاف: شکریہ جواب اسپیکر! جو کل اور پرسوں سے اخبارات میں جو معاملات آرہے ہیں، شرم اور دل کے آنسو رو رہے ہیں، کہ ہمارے صوبے کے اندر ہم اتنے لاپرواہ ہو گئے، اتنے بے خوف ہو گئے ہیں، اتنے ہمارے ضمیر جاگ نہیں رہے ہیں کہ اب تک یعنی روزانہ اخبارات میں آتے ہیں، میڈیا پر، پھر ایک breaking news چل جاتا ہے کہ دس اور نکلے ہیں، پھر ایک breaking news چلتا ہے کہ گیارہ اور نکلا۔ پھر ایک breaking news چلتا ہے چیس اور نکلا۔ جواب اسپیکر! یہ ایک انسانی المیہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور حکومت کے دوستوں سے میرا گزارش ہے۔ میں انتہائی احترام کے ساتھ اور ادب کے ساتھ کہ خُدارا! حکومت کو

حکومت کے طریقے پر چلائیں۔ حکومت اپنی ذمہ داریوں کے احساس کر کے چلائیں۔ کب تک آپ لوگ، جب یہاں سے بسم اللہ شروع ہو جاتا ہے، گذشتہ حکومت نے یہ، گذشتہ حکومت نے وہ کیا۔ کیا یہ لاشیں بیس پچیس دن والے دنیا کے سامنے جو پوٹھارم ہوئے ہیں۔ وہاں سے مجھے ذمہ دار شخص نے کہ بیس پچیس دن کے اندر یہ لاشیں وہاں ہوئیں۔ تو آپ مجھے بتائیں کہ جب واقعہ ہوتا ہے۔ اگر پچیس لوگ مستونگ میں شہید ہوتے ہیں، تو بھی گذشتہ حکومت۔ اگر بی ایم سی کا واقعہ ہوتا ہے تو بھی گذشتہ حکومت۔ اگر ادھر لاشیں روزانہ ملتے ہیں تو بھی گذشتہ حکومت۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان سے یا اپنے ذمہ داری سے بری الذمہ ہو سکتا ہے۔ یا یہ بلوچستان میں اس سے امن قائم ہو سکتا ہے۔ یا اس بات سے بلوچستان کے اندر خوشحالی آ سکتا ہے۔ یا لوگوں کو تحفظ مل سکتا ہے۔ تو میرے دوستوں سے یہی اتفاق ہے کہ جتنی بھی بولتے رہیں، صحیح ہوں، غلط ہوں، حق ہوں، جھوٹ ہوں جو بھی کچھ ہوں۔ وہ بولتے رہیں۔ لیکن اگر آج مجھے بتائیں کہ دنیا میں یعنی اگر بوسنیا وغیرہ میں اس قسم کے واقعات اسکے بعد پھر تاریخ میں مجھے بتائیں کہ اس طرح کے واقعات ہم پاکستان ایک فلاجی اسلامی ریاست کے اندر رہتے ہوئے اور ایک خوشحال ریاست اور ایک ترقی یافتہ ملک کی طرح گامزن ریاست۔ لیکن آج آپکے ہر گھنٹے کے اندر breaking news چلتا ہے۔ اور اتنے لاشیں ملتے ہیں۔ اور اتنے لاشیں نکل گیا۔ اتنے لوگ اُس گھنٹے کے اندر پھر breaking news چلتا ہے کہ اتنے لاتپا ہو گیا۔ پھر اسی گھنٹے کے اندر breaking news چلتا ہے کہ اتنے ٹارگٹ ہو گئے۔ پھر اسی گھنٹے کے اندر دوسرے breaking news چلتا ہے کہ اتنے اغواہ ہو گئے۔ تو جناب اسپیکر! اسکے ساتھ جیسا کہ پنجگور کے حالات کے بارے میں وہی پنجگور کا نامانندہ حاجی اسلام بتا رہے تھے۔ تو کیا جناب اسپیکر! ہم اس بات پر حق نہیں رکھتے ہیں۔ یہ نامانندے اور یہ اسمبلی یہ ایوان اگر آ پریشن کا مطلب یہ ہے کہ بیگنا ہوں کو مار کر کے قتل کر دیں اور ایک حساب کتاب تیار کر کے کہ سترہ ڈشٹکر، بیس ڈشٹکر، پندرہ ڈشٹکر، ہم نے مار دیا۔ تو اسکا آپکا کیا تمیز کر سکتے ہیں۔ مجھے آج سمجھادیں آج اس ایوان کو سمجھ دیں کہ ڈشٹکر دا اور عام شہری کے درمیان آپکا تھر میسٹر کیا ہے۔ آپ اسکا کیا تمیز کر سکتے ہیں آپ ان بچوں کو کس طرح ڈشٹکر درارڈے سکتے ہیں کہ وہ گھر کے اندر ان خواتین کو کس طرح ڈشٹکر درارڈیا جاسکتا ہے۔ کہ وہ اپنے بے بسی کیوجہ سے اپنے کمزوری کے وجہ سے گھر سے نہیں نکل سکتے ہیں۔ اور آپکے بمبار اور اُس کے زد میں آ جاتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! ایک طرف سے عوام اُن ڈشٹکر دوں کے ہاتھوں مارا جا رہا ہے۔ کہ اُنکے اجتماعی قبریں ابھی آنا شروع ہو گیا۔ اُنکے، وہاں ٹارگٹ اور اغواہ برائے تاوان یہ سلسلہ وہاں سے مارا جا رہا ہے۔ دوسری طرف سے ڈشٹکر دی

کے نام پر وہی عوام کو مارا جا رہا ہے۔ تو جناب اسپیکر! ایک واقعہ میں آپ کو سُناؤں گا۔ کہ سوات آپ پیش شروع تھا۔ سوات آپ پیش کے دوران ایک بوڑھی خاتون اور ایک بوڑھا مرد، وہ وہاں سوات سے روانہ ہو گئے پیدل آ رہے تھے مردان اور اس علاقے کی طرف۔ تجب فوج اور آرمی کی چوکی پر آیا، تو آرمی والوں نے مذاقان دو بوڑھوں سے پوچھ رہا تھا کہ بھائی طالبان وغیرہ کیسے ہیں اور یہ لوگ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ تو اللہ کی دین کی خادم ہیں، اللہ کے دین کے محافظ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم کیسے لوگ ہیں ہم فوج والے؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ پاکستان کے محافظ ہیں پاکستان کی سرحدات کے رکھاوے ہیں۔ آپ بھی ابھی ابھی ہیں وہ بھی ابھی ہیں۔ تو فوج والوں نے مذاقان سے پوچھا کہ اب جب ہم بھی ابھی لوگ ہیں اور طالبان بھی ابھی لوگ ہیں۔ اور آپ نے اپنے گھر کو جھوٹ کے جارہے ہیں۔ تو براؤں ہے؟ تو اُس بوڑھے شخص نے انکو کہا ”کہ بربے لوگ، ایک میں ہوں ایک یہ بوڑھی خاتون، یہ دو دشمن ہیں۔ یہ بربے لوگ ہیں۔ آپ بھی ابھی ہیں اور وہ بھی ابھی ہیں۔“ ابھی بھی اسی طرح صورت حال ہے ہمارے بلوچستان میں جناب اسپیکر کہ آپ پیش کرنے والے بھی ابھی ہیں وہ بھی فرشتے ہیں اور وہ دشمن گوں کو مار رہا ہے ان کیلئے اجتماعی قبریں بناتے ہیں وہ بھی ابھی ہیں۔ لیکن یہ عوام یہ بچارہ دربار اپنے گھر میں اپنے بچوں کے ساتھ رہتے ہیں اور انکے وہ ہو جاتے ہیں۔ ابھی مستونگ آپرشن میں علماء کو جواہر لایا گیا ہے۔ میں آپ کو لکھتا ہوں ایک کمیٹی بنادیں کہ مستونگ کے آپریشن میں دو علماء جو کہ ہم خود جانتے ہیں، وہاں مفتی عبدالستار صاحب جو ہمارے سینیٹر ہیں، انکے مدرسے سے اٹھایا، مدرسے سے نہیں اپنے گھر پر گئے تھے۔ انکے مدرسے میں پڑھاتے ہیں۔ تو وہ جا کے وہاں جن لوگوں پر، جن کے خلاف انہوں نے آپریشن کرنا تھا، وہ سارے وہاں جھنڈے بھی موجود ہیں اور گاؤں بھی موجود ہیں۔ وہاں ایک قدم بھی نہیں جاسکتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! خدارا! میں حکومت سے، میں زیارتوال سے، میں چیف منسٹر سے، میں حکومت کی ذمہ داروں سے، میں بصداقت رام بہت ہو گیا۔ بہت آپ لوگوں نے اس نام پر کر دیا کہ گذشتہ حکومت، گذشتہ حکومت۔ ابھی تو اگر آپ لوگوں نے دنیا کے سامنے دکھانا تھا وہ دکھا دیا۔ اور اگر اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہیں تو جناب اسپیکر میں ان دوستوں سے پوچھتا ہوں زیارتوال سے پوچھتا ہوں کہ زیارتوال بھائی! آج آپ اور ڈاکٹر مالک صاحب کا اخلاقی فرض کیا بنتے تھے سانحہ مستونگ کے بعد۔ یہ جنوری وہی مہینہ ہے جو گذشتہ سال کا مہینہ جنوری، علمدار روڈ میں جن ہزاروں پر جو وہاں تیس چالیس بندے وہاں اسی میں فوت ہو گئے۔ تو اسی جمہوریت کے اندر، انہیں کی تیس جنمازے اسی روڈ پر انہوں نے رکھا ہوا تھا۔ تو اس وقت آپ لوگوں نے گورنر انج کا مطالبہ کرتے تھے۔ اور نہ کوئی جمہوریت کا خیال رکھا، نہ کوئی اسکا خیال رکھا کہ جمہوریت ہے اسی میں ہے ایوان ہے۔ بلکہ بلا خوف

وخطرا پ گورنر راج کا مطالبہ کرتا تھا۔ تو کیا آج اخلاقاً اور وہ سابقہ ریکارڈ اور ان بیانوں کی طرف اگر واپس جائیں تو کیا اخلاقاً یہ فرض نہیں بنتا تھا کہ اس سانحہ پر، دنیا کے سامنے کیا ہو جاتا تھا کہ بھائی یہ تو انہوں وہ بات جو انہوں نے کل کسی اور کے بارے میں کہتے تھے۔ آج وہ خود اُس پر عملدرآمد، عمل پیرا ہو گیا جب انکی بس آج نہیں چلتے ہیں۔ یہ لوگوں کو امن نہیں دے سکتے ہیں۔ یہ لوگوں کو قابو نہیں کر سکتے ہیں۔ تو اس وجہ سے آج انہوں نے اخلاقی طور پر اُس بات کے پاسداری کرتے ہوئے انہوں نے استعفیٰ دیدیا۔ تو انکا مقام کیا ہوتا؟۔ لیکن جناب اپسیکر! وہ کہتے ہیں کہ ہم وہاں گئے۔ نواب اسلام ریسنسی تو اسلام آباد میں بیٹھتے ہیں، ہم وہاں گئے۔ اُنکے ساتھ ہم دھرنے میں شریک ہو گئے۔ جب آپ دھرنوں کیلئے ہوتے ہیں۔ آپ تو دھرنوں کیلئے نہیں ہوتے ہیں۔ آپ کے بقول۔ آپ لوگ تو اس مقصد کیلئے کہ عوام کو تحفظ دیا جائے۔ جو حکومت عوام کو تحفظ نہیں دے سکتے ہیں، تو پھر آپ خود یہ بتا رہا تھا کہ وہ مستغفی ہونا چاہیے۔ تو جناب اپسیکر! یہ بتیں جب ہوتے ہیں اور ہم اسکو نہیں دیکھتے ہیں کہ کل میرے اوپر کیا آنیوالا ہے، یہ ذمہ داریاں میرے اوپر آئیں گے، پھر میں کیا کروں گا؟۔ دیکھیں یہ سیاست ایک اس طرح چیز ہے کہ حقائق کو تسلیم کرتے ہوئے آگے بڑھنا چاہیے۔ حقائق کی بنیاد پر اس پر بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا یہ جو بات آج میں کرتا ہوں۔ کیا یہ کل میں اسیں خود نہیں پھنس جاتا ہوں؟۔ لیکن جناب اپسیکر! آج کوئی بات نہیں ہے، سارے ممبران آرام سے بیٹھے ہیں، کوئی اسی طرح، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے کیا ہو گیا کہ اتنے مسخر شدہ لاشیں اور اتنے اجتماعی قبریں اگر نکل گیا ہوتا تھا، تو آج اگر ہم ہمارے جو سیاست ہیں، آج بوسنیا اور اسیں وہ نکل جاتا تھا، ہم ادھر مظاہرے کرتے تھے۔ لیکن پھر breaking news چل جاتے ہیں۔ پھر ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ تو جناب اپسیکر! یہ صوبے کی حالت تباہ ہے۔ اور ان لوگوں نے چیلنج کے طور پر، یہ قبول کیا ہے۔ ان لوگوں نے چیلنج کے طور پر یہ حالات کہ ہم لوگوں کو امن دے دینگے، انہوں نے ذمہ داری لے لی۔ ایسی ذمہ داری لے لیا کہ ایک تو حکومتی ذمہ داری ہے، ایک تو انہوں نے اپنے طور پر لے لیا ہے۔ اور ابھی ان سے ادھر ادھر ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ اچھی بات نہیں ہے۔ یہ نہ انکی سیاست کیلئے، نہ صوبے کے عوام کیلئے، نہ بات ساری ذمہ داری ہم ہربات پر کہتے ہیں۔ اگر کوئی ادھر سامنے ہمارے سامنے کوئی گولی مار دیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ وفاقی حکومت ہیں۔ اگر کہیں سے، علاقے سے اجتماعی قبر نکل جاتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ فلاں حکومت کا، یہ یہ ہے، تو جناب اپسیکر! میں سمجھتا ہوں یہ حکومت، تمام تر ذمہ داری میں ناکام ہو گئے ہیں۔ اور ہم انکو کہتے ہیں کہ خدارا! اپنی یہ ذمہ داری پورا کر لیں۔ آپ، اپوزیشن، یہ آٹھ مہینے کے اندر ہم نے آپکی وہ باتیں آپکو یاد نہیں دلایا جو آپ اپوزیشن میں کرتے تھے۔ اور آپ آج آئے ہیں۔

اس صوبے میں ڈولپمنٹ نہیں ہیں۔ آپ مجھے بتائیں جناب اسپیکر! ڈاکٹر صاحب تو تقریر کرتے ہیں، ہمارے بڑے ہیں اور ہم انکا احترام کرتے ہیں لیکن میں ان ڈاکٹر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب! آپ کے قد اور آپ کی بلند حیثیت۔ یہ ایسکی متفاضتی نہیں ہے کہ کل بھی سرینا ہوٹل میں آپ نے ہمیں بلا یا تھا۔ آپ لوگوں نے دعوت دیئے تھے۔ اور آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے۔ اور ہمارے سامنے سامنے آپ نے ہمیں گالیاں قسم کی بات دے رہے تھے۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ۔ لیکن پھر بھی جب آپ لوگ یہ بتیں کرتے ہیں، کرپشن ہے، یہ ہے وہ ہو گیا۔ 70%， 80%， 90% یہ تو کر دیا۔ یہ تو آپ نے جو کرنا تھا کروہ کر دیا۔ ابھی آپ مجھے بتائیں کہ میں نے جب 60 ارب روپے سالانہ، میں جب خرچ کر رہا تھا میری حکومت خرچ کر رہا تھا۔ تو صوبے میں 60 ارب روپے investment ہو رہا تھا۔ مزوراً میں مزدوری کرتا تھا۔ ٹریکٹر والا ٹریکٹر چلاتا تھا، ٹھیکیدار، ٹھیکیداری کرتا تھا۔ جو بھی کام تھا، وہ ہو رہا تھا۔ اب آج ایک سال سے 60 ارب روپے آپ نے روک دیا۔ (مداخلت)۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں بابت صاحب! پلیز۔ اصول نہیں توڑیں نا۔ نہیں پارلیمنٹری اصول نہیں تھوڑے۔ please۔ leader of the House بات کر رہا ہوتا ہے، please تشریف رکھیں۔ نہیں تھوڑے اصول ہوتا ہے، پارلیمانی اصول برداشت۔ برداشت اور صبر حوصلہ۔

قائد حزب اختلاف: جب امن نہ ہوں، تعلیم نہ ہوں، صحت نہ ہوں، ڈولپمنٹ نہ ہوں اور اجتماعی قبریں نکلتے ہوں۔ اور پھر ان لوگوں کو پھر بھی شرم نہیں آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ ایسی ذمہ دار حکومت ہے۔ یہ ایسی کامیاب حکومت ہے۔ نہ کسی کو روزگار ہو، نہ کسی کو کچھ ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ خدارا!۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ ٹھہریں۔ پھر زیارت وال صاحب نے اسی کو conclude کرنا ہے۔ جی۔ ایک منٹ ٹھہریں۔ زیارت وال صاحب مکمل کر لینے دیں۔

قائد حزب اختلاف: تو میری گزارش یہ ہے کہ اسکو کسی بھی صورت پر کامیاب حکومت نہیں کہا جا سکتا ہے۔ اور میں زیارت وال کو کہتا ہوں کہ اخلاقی طور پر اپنی ناکامی کو تسلیم کر کے آگے ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کر لیں۔ و آخر الدعا ناعن الحمد لله رب العالمين۔

جناب اسپیکر: زیارت وال صاحب! پھر اسکو آپ سمیٹیں کہ ہم آگے بھی بڑھیں۔ حامد اچکزئی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ جی زیارت وال صاحب The floor is with you.

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پر اسیکیوشن): شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب پیز نہیں زیارت وال صاحب کو۔ نہیں پیز نہیں دیں ابھی نہ دیں ابھی صبر کریں نا۔ اس طرح نہیں چلے گا۔ آپکی اسمبلی نہیں چلے گی اس طرح زیارت وال صاحب! The floor is with you, please.

(وزیر قانون و پارلیمنٹی امور، اطلاعات، پراسیکیوشن): شکریہ جناب اسپیکر۔ سب سے پہلے تو تک والے واقعہ پر اظہار افسوس کرتے ہیں اور اس واقعہ کی مذمت کرتے ہیں اور یہ جو واقعہ ہوا گورنمنٹ کی حیثیت سے، صوبائی گورنمنٹ، مرکزی گورنمنٹ، ملک، ہم سب، جس کی بھی جانب سے ہو، یا ایک درندگی والا معاملہ ہے، یہ غیر انسانی سلوک ہے۔ اگر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی کہتا ہے کہ ہم نے یہ کام کیا ہے۔ تو ہم مولانا صاحب! ابھی بیٹھے ہیں، یہاں کہتے ہیں کہ ہم اسکی مذمت کرتے ہیں اور جو بھی واقعات ہوں، rule of law ہوں۔ کورٹ ہو، judiciary میں آپ کسی بھی آدمی کو، جس نے جو بھی جرم کیا ہو، اسکو پیش کریں۔ انسان کی حیثیت سے کسی انسان کو، کسی ایجنسی کو، کسی ادارے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ دوسری کی زندگی لے لیں۔ اگر وہ مجرم ہے، تو جائیں کورٹ میں۔ Court of Law میں چلے جائیں، پہلی بات۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ واقعہ ہوا ہے، تو لاشیں ملی ہیں، ہم ان لوگوں کے ساتھ جن کے پیارے اس طریقے سے مارے گئے ہیں۔ ہم اسکی تعزیت بھی کرتے ہیں۔ ہم اتنے ساتھ بھی ہیں اور یہ اس واقعہ کو غیر انسانی واقعہ سمجھتے ہیں۔ اور آپ نے حکم دیا، رولنگ دی اور ہوم منسٹر اس پر معلومات کرینے، تحقیقات کریں گے، لائیں گے۔ جس بندیاں پر جن لوگوں نے یہ کام کیا ہے، اسکی complete report آجائیگی، ہم سب House کے سامنے ہوگی اور اس وقت پھر مزید اگر ہم کچھ کہنا چاہیں تو ہم کہہ سکیں گے۔ اب ایک واقعہ کی آڑ میں جناب اسپیکر! بات اصل میں یہ ہے کہ point of order پر جس چیز پر انسان اٹھتا ہے، اگلا والا اسکا ہی جواب دیتا ہے۔ اور اس point of order تک اسکو محدود ہونا چاہیے۔ اب تمام چیزوں کے لے کے، صوبے کو ادھر ادھر لپیٹ کر کے۔ جناب اسپیکر! ہم تو آپ کے سامنے پہلے دن سے آج تک پارلیمنٹ کے سامنے، قوی اسمبلی میں، سینیٹ میں یہاں، کہ پارٹی کے طور پر، خاندان کے طور پر ہمارے کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہیں۔ خاندان کے طور پر۔ اور آپکا بھی قبلیہ ہے، میرا بھی قبلیہ ہے اور یہاں بیٹھے ہوئے سب لوگوں کے قبلیے ہیں۔ آپ کے قبلیے کا ایک آدمی اگر اٹھتا ہے کہیں پر کرامم کرتا ہے اور میں جا کے اسکے ساتھ بندوق اٹھاتا ہوں۔ تو قبلیے کے طور پر، قبلیے کو اٹھاتا ہوں تو آپ مجھے کہیں۔ لیکن جو واقعات ہوئے تھے۔ وہ خالص اور خالص سیاسی تھے۔ آپ کوشاید یاد ہو۔ اسلام آباد سے ہمارے اُس وقت ہوم منسٹر تھے چوہدری صاحب وہ آئے تھے، سرینما میں ہم ملاقات کر رہے تھے۔ میں تھا ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب تھے

ڈاکٹر محمد خان خدا مغفرت کرے، وہ زندہ تھے، وہ تھے۔ تو انہوں نے۔ عبدالحمید خان اچکزئی وہ زندہ تھے۔ تو ہم وہاں گئے تو انہوں نے کہا محمود خان کو request کروں، تھوڑا ہاتھ ہلکا رکھیں، آئی ایس آئی والے تو زور آر لوگ ہیں، ہم اسکو کیا کر سکتے ہیں۔ تو کیا اسکو وہ نام نہ دو کہ ہم بدی دار ہیں۔ ہم نے اعلانیہ پورے وطن میں اعلان کیا تھا کہ ہماری بندوق سے ہمارے ہاتھوں سے کسی کی چیز یا بھی اگر وہ ہوں، تو ہم انسان کا اسکو معاوضے ادا کرنے کیلئے تیار ہونگے۔ پارٹی کی حیثیت سے، یہ کام ہم نے نہیں کیا ہے۔ نہ ہم اس حوالے سے اسیں تھے۔ دوسری بات یہ ہے چیزوں کو گذشتہ بھی نہیں کرنا چاہیے، مثال کے طور پر سردار صاحب کے ساتھ کہتا ہے کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، میرے ساتھ غلط ہوا ہے۔ اب سردار صاحب بھی موجود ہیں، میں اور آپ بھی موجود ہیں کو rule of law بھی ہے اگر لوگوں نے غلط کیا ہے ہوم مسٹر یہاں موجود ہے ان آفیسر ان کے خلاف جو لوگ اسیں گئے ہیں، جن لوگوں نے یہ کام کیا ہے۔ جنہوں نے rules کو، جنہوں نے law کو، جنہوں نے آئین کو پامال کیا ہے، اسکو سزا ملنی چاہیے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ یہ گورنمنٹ آپ کے ساتھ ہوگی۔ اب اسکے بعد کے جو واقعات ہیں، اُس سے پہلے کے واقعات کا بذکر کر رہا ہے۔ جناب اسٹیکر! ہم پارٹی کے طور پر اگر یہ ثابت کریں گورنر اج لگنے کے بعد اگر ہم نے یہ کہا ہو کہ یہ کام ٹھیک ہوا ہے۔ گورنر اج سے پہلے ریکارڈ تمام موجود ہے، پارٹی کے طور پر ہم نے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ گورنر اج لگنی چاہیے۔ ہم نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ یہ حکومت ناکام ہے۔ اور آج کا واقعہ جو کل ہوا تھا، میں گیا تھا۔ پہلے پارٹی کے طور پر، حکومت کے طور پر ہمارے ساتھی پھر گئے تھے حکومت کے طور پر انکے ساتھ ملے تھے۔ پھر دوسری مرتبہ پھر تیسرا مرتبہ ڈاکٹر صاحب ساتھ اٹھا کے لیکر گئے تھے۔ پھر چوتھی مرتبہ اگر آپ کو یاد ہو، اسلام آباد سے لوگ آئیں وہ جا کے بیٹھے رہے، پورا دن ہم نے وہاں انکے ساتھ گزارا۔ اور ہم وہ جو واقعہ ہوتا ہے دہشتگردی کا ہم نے مکمل protection دی تھی، گاڑیاں آگے بھی تھیں، انکے ساتھ پچھے بھی گاڑیاں تھیں۔ اب خود کش کا، دہشتگرد کا، یہ اعلان نہ میرے پاس ہے نہ آپ کے پاس ہے۔ مخالف سمت سے آرہے ہیں۔ گاڑی میں گاڑی مار دی ہیں۔ اور آپ اس پرو اویلا مچائیں گے کہ حکومت ناکام ہے۔ حکومت ناکام نہیں ہے۔ جس کے پیدا کر دہ ہیں وہ اسکو بھگتیں گے لیکن اس واقعہ کی روک تھام نہیں ہو سکتی تھی۔ نہیں ہوئی، ایک معنی میں، لیکن ہم نے یہ نہیں کہا، خدار! کوئی اُس وقت بیان دیتے کہ ٹشو جھواؤ۔ یعنی گورنمنٹ میں سے ایک آدمی وہاں منہ دکھانے کے قابل نہیں تھا۔ نہیں جاسکتے تھے۔ ہم ذمہ داری بھی قبول کرتے ہیں جاتے بھی ہیں، افسوس بھی کرتے ہیں۔ اور ہماری جانب سے ایسی کوئی چیز ہے بھی نہیں۔ ایک معنی میں ہم ان تمام چیزوں کے مخالف ہیں۔ اور یہ لوگ بھی مخالف ہیں، جو اس حوالے سے کہہ رہے ہیں۔ اب بات

یہ آئی ہے کہ گورنمنٹ کی failure کی، گورنمنٹ کو ابھی چھاٹھ میتھے ہوئے ہیں، میں پھر آپکے سامنے کہتا ہوں، پلانگ کے ملٹر نتھے، اتنے دلیر تو نہیں بنیں کم سے کم وہ جو فارسی والے کہتے ہیں۔ شعر۔ عجب دُز باشد، بہ دست چراغ دارا۔ ایسی چور جو ہاتھ میں چراغ پھرائے، گھوم پھر رے ہوں۔ وہ تو ہم نہیں کر سکتے کم سے کم۔ یہی تھی ایک چیز۔ اب بجٹ آئیگی جون میں، آپ دیکھ لینگئے کہ یہ بجٹ کیسی ہو گی آپ اسیں شراکت دار ہونگے مولانا صاحب بھی ہونگے اپوزیشن بھی ہو گا سب دیکھ سکیں گے کہ ہم کیا کرنے جا رہے ہیں۔ لیکن اُسکی یہ معنی نہیں ہے ایک صورتحال جو پوری ملک بنی ہوئی ہے جناب اسپیکر۔ ہم اس صورتحال سے دوچار ہیں ایک صورتحال ایک پورے خطے میں ہے جناب اسپیکر۔ پورے خطے کو پیٹ میں لیا ہوا ہے۔ وہ صورتحال بھی ہمارے سامنے ہے اور ہم حالاتِ جنگ میں ہیں وہ بھی آپ دیکھ رہے ہیں پورا ملک حالاتِ جنگ میں ایک معنی fall کر رہا ہے یا ہو گیا ہے۔ تو جناب اسپیکر! اب اُسکو ٹھیک کرنے کیلئے جو آپکی سرکاری مشینری ہے۔ میں یہ مان لوں گا کہ کہیں پر ہمارے لوگ زیادتی بھی کریں گے۔ کہیں پر انتقامی جذبے بھی لوگوں کے ہونگے۔ لیکن گورنمنٹ کے طور پر ہم کسی کے خلاف انتقامی جذبے نہیں رکھتے ہیں۔ نہیں کریں گے زیادتی۔ نہیں کریں گے اس وقت بھی نہیں کرتے تھے جس وقت وہ تھے اور ہم اپوزیشن میں تھے۔ انکو اُزی کیٹی میں میں تھا، میں نے تحقیقات کی۔ اور سب سے پہلے لکھ کر کے دیدیا کہ مولانا واسع اس کیس میں نہیں ہیں۔ انکا نام لیا جاتا تھا۔ تو کیا میں آج بدل جاؤں گا never وہ کریں گے انشاء اللہ و تعالیٰ جو سب لوگ دیکھ سکیں گے ایسا نہیں ہے جناب اسپیکر کہ آج کے بیان سے صوبے کی عوام کی جو ایک معنی میں یادداشت ہے، وہ اس بیان سے متاثر ہو جائیگی جزوی کامہبینہ ہے ایک سال گزر رہا ہے۔ نہ میں، نہ ٹریڑری پنچھی میں سے نہ اپوزیشن میں سے لوگوں کے ذہن سے یہ باتیں نہیں نکال سکتے جو کچھ ہوا تھا سب کو یاد ہے سب کو یاد پڑ رہا تھا جتنے دن بھی ہوئے تھے۔ اور جناب اسپیکر میں ایک اور بات آپکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں مرکز میں انکی allies حکومت تھی۔ تھا یا نہیں تھا؟۔ پیپلز پارٹی کی حکومت تھی یا نہیں تھی؟۔ ایکی اپنی وفاقی حکومت نے اپنے گورنمنٹ کو برخواست کر کے گورنر اج قائم کی تھی۔ میں نے نہیں کیا تھا جناب اسپیکر کسی مارشل لاء ڈکٹیٹر نے نہیں کیا تھا کسی اور نے overtake نہیں کیا تھا جب آپکے اپنے وفاقی حکومت نے وہاں سے آپکے اپنے وزیرِعظم نے آ کے آپکی حکومت یہاں ختم کی۔ تو اسیں ہم کیا کر سکتے تھے۔ تو اس کا الزام ہمیں نہ دیں جو اعمال ہیں مكافات عمل ہوتے ہیں اپنے مكافات عمل کو سامنے رکھ کے، جو کچھ ہوا ہے، اس وقت ہوا ہو گا۔ میں کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ میں صرف اس واقعہ کی اس وقت کی حالات کی اور وزیرِعظم کا جو فیصلہ تھا اس نے بارہ بجے اعلان کیا کہ آپ لوگ چلے جائیں اور متعلقہ لوگوں کو وہاں سے اٹھائیں، میں گورنر اج نہیں لگاتا پر لیں کافرنس کی تھی

رات کے بارہ بجے میں اسلام آباد، ہم سن رہے تھے، اب جب کسی کو یہ ہمت نہ ہوئی انکے پاس جانے کی، انکو جنازے اٹھانے کی request کرنے کی۔ اور اسکے پاس دوسرا چارہ نہیں تھا۔ اُس نے گورنر راج لگادیا۔ اور مگسی صاحب پھر تین مہینے چار مہینے اس صوبے کو چلاتے رہے۔ جو جناب اپیکر! وہ واقعہ اور یہ واقعہ واقعات اور بھی ہونگے ایسا نہیں ہے کہ یہ آخری واقعہ ہے ہونگے لیکن گورنمنٹ کے طور پر ہم ذمہ داری بھی قبول کرتے ہیں اور کوشش بھی کرتے ہیں اور on the floor اپنے دوستوں کو جواب دھی ہیں۔ جواب بھی دیں گے۔ صوبے کو جواب دیں گے، اپنے عوام کو جواب دیں گے۔ اپنے اپوزیشن کے سامنے تمام ریکارڈ لا کر کھینچ گے۔ اور اس میں جو ہماری ذمہ داری ہوگی، اسکی بھانے کی کوشش کریں گے۔ وعدہ کریں گے۔ اور جو دوسرے کی ذمہ داری ہوگی اس میں ان سے request کریں گے کہ آپ بھی خدارا! یہ ذمہ داری پوری کریں۔ تو اسکے علاوہ جناب اپیکر! میں ایک مرتبہ پھر آپ کے سامنے، کہ leader of the House بھی آگئے۔ تو اسکے علاوہ جناب اپیکر! میں ایک statement کریں گے۔ اور پانچ سال اسلئے روڈز پر بھی نکل سکتے تھے، کورٹ گئے۔ لیکن روڈ پر نکلنے کی کوشش نہیں کی۔ اور اسلئے نہیں کی، صرف ایک بات تھی اس میں کہ جمہوریت کو آمریت کے قوتیں، جمہوریت کو ناکام کرتے تھے، ناکام بنانا چاہتے تھے۔ ہم صرف اتنا کہتے تھے ایک statement اگر دیا ہوگا تو دیا ہوگا۔ اسلئے مراجحت نہیں کی کہ جمہوریت کو چلنے دو۔ ہم نے اپنی خوشی سے بائیکاٹ کیا تھا، ہم بائیکاٹ والے لوگ ہیں، ہم بائیکاٹ کے طور پر مینگے اور آخر تک اس پر کوئی وہ نہیں کی۔ اب جب اپنے عمل سے وفاقی حکومت نے جو کچھ کیا وہ ہمارا کیا دھرا نہیں تھا۔ تو اس میں اگر یہ بات کہ آپ اسکے بعد بھی اس صوبائی گورنمنٹ کی حمایت کرتے تھے تو وہ میرے خیال ناممکنات میں سے تھا اور وہ تکلیف اتنی مشکل، اتنی بڑی تھی کہ اسکے مقابلے میں کوئی شہر کے اندر یا صوبے کے اندر ہم وہ کام نہیں کر سکتے تھے۔ تو اگر اس پر دوست ناراض ہوں۔ تو میں اس پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اصل حقوق بنیادی طور پر یہ ہیں۔ اور آگے جو بات کر رہے ہیں میں اور فلانے کی۔ وہ میں نے آپ کے سامنے اس سے پہلے بھی رکھا ہے۔ پھر بھی رکھتا ہوں آپ ایمانداری سے ایک اچھے چیز کی حیثیت سے۔ میں آپ کے سامنے ہوں۔ ایک اچھے چیز کی حیثیت سے جہاں آپ سمجھیں کہ یہ کام درست نہیں ہے۔ ہم آپ کے سامنے ہیں۔ آپ کی جو بھی ہوگی، میرا گردان ہوگا۔ اور مولانا صاحب سامنے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ گلڈ وڈی نہیں ہوگی جو ہوتی رہی ہے اس گلڈ وڈی کا نام و نشان نہیں ہوگا چیزیں ہوگی smooth سب کے سامنے ہوگی اور سب اس پر بات کر سکیں گے۔ یہ بات ہوگی

جناب اسپیکر۔ اسی پر میں اپنی وہ ختم کرنا چاہتا ہوں۔ اور آپ نے رونگ دی ہے۔ ہمارے داخلہ کے مشترذ مہدار ہیں جمعرات تک یہ تمام چیزیں اکھٹی کر کے لا سینگ، ایوان کے سامنے رکھ لینگے۔ پھر جوبات دوست کرنا چاہیے اس پر اسکی معلومات میں یا اسکی روپرٹنگ میں جو بھی ان کے معلومات ہونگے جو غلطی ہونگے، ہم سننے کیلئے تیار ہو گے اور سینے گے، thank you۔

جناب اسپیکر: thank you۔ مشترکہ قرارداد نمبر 24۔۔۔ (داخلت)۔ آگے بڑھتے ہیں، ابھی بیٹھ جائیں please۔ نہیں ابھی نہیں سنوں گا بس۔ وہ کبھی ایسا مخصوص حالت please تشریف رکھیں please نصراللہ تشریف رکھیں۔ مشترکہ قرارداد نمبر 24۔ کیونکہ اچنڈا کافی لمبا ہے آپکا۔ میرا ظہار حسین کھوسہ، سردار سرفراز چاکر ڈوکی، عبدالرحیم زیارت وال، سردار مصطفیٰ خان ترین، میر سرفراز احمد بگٹی صوبائی وزراء، میر ماجد علی ابرڑو، سردار رضا محمد بڑھیج، حاجی اکبر آسکانی، مشیران وزیر اعلیٰ۔ عامر رند، حاجی محمد خان لہڑی ارائیں صوبائی اسمبلی کی مشترکہ قرارداد نمبر 24 ہے۔ آپ میں سے کوئی ایک اسکو پیش کریں۔

میرا ظہار حسین کھوسہ (وزیر خوارک و دومن ڈولپمنٹ): مشترکہ قرارداد نمبر 24۔ شکر یا اسپیکر صاحب۔ ہرگاہ کہ صحبت پور، جعفر آباد اور نصیر آباد اضلاع صوبہ کے زرعی اہمیت کے حامل انتہائی رخیز اضلاع میں شمار ہوتے ہیں، اور زرعی پیداوار میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ نیز صوبے کے غدائی اجتناس، گندم اور چاول کے علاوہ کپاس اور سرسوں صوبہ کے علاوہ ملک کی زیادہ تر ضروریات پوری کرنے میں ان اضلاع کا خاص کردار ہیں۔ دوسری جانب عوام کے روزِ اول سے یہی ذریعہ معاش چلا آ رہا ہے۔ مزید برآں تمام دنیا میں زراعت کے فروع کے پیش نظر جدید زرعی تقاضوں کے حصوں میں شب و روز مصروف عمل ہیں۔ لیکن اس حقیقت کے بر عکس مذکورہ تینوں اضلاع زراعت کے شعبہ میں فروع، تحقیق اور جدت پیدا کرنے کی اہم کلیدی کردار کے حامل زرعی یونیورسٹی یا sub-campus جیسے اہم ادارے سے محروم ہیں۔ جس کی بناء وہاں کے عوام انتہائی احساس محرومی اور مایوسی کا شکار ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبے کے انتہائی حساس مفاد میں مذکورہ بالا کسی ایک ضلع میں بلا کسی تاخیر زرعی یونیورسٹی کا قائم عمل میں لا یا جائے۔ تاکہ انہیں ملک کے دیگر علاقوں کی طرح زراعت کے شعبہ میں تعلیم کے یکساں موقع فراہم ہو سکیں، بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جی۔ بہتر۔ محرکین میں سے کوئی اس سلسلے میں کہنا چاہیں گے۔ منظور ہے جی؟ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 24 منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 24 منظور ہوئی۔ آپ نے پہلے ہی ہاں کر دی، جی۔ جی۔

سردار رضا محمد بڑھیج (مشیر برائے وزیر اعلیٰ، محکمہ تعلیم): اگر اسکو ہم sub-campus بھی ہو جائے تو اسکو

ہم قبول کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی یہ ایوان کی اجازت سے۔ آپ اجازت دیں اس پر۔ جی بی بی یا سمین۔

محترمہ یا سمین بی بی لہڑی: یہ بالکل زرعی region سے ہے، اور ہی اہم نویعت کی یہ قرارداد۔ تو اس پر اگر محکمہ تھوڑا سا emphasis کر کے، جو ہے وہ کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ میں صحیح ہوں کہ نصیر آباد، جعفر آباد جو کہ صوبہ بلوچستان کا کوئی نہ کے بعد جو ہے ٹوٹل جو population ہے، میں فیصلہ جو ہے وہ ان دونوں districts میں جو ہیں وہ آباد ہیں۔ گنجان آباد ہی ہے اور سب سے زیادہ جو ہے population ایگر یہ پھر کے حوالے سے انہیں دونوں جو ہے وہ ڈسٹرکٹس کی ہیں۔ نا صرف صوبے بلکہ پاکستان کے دوسرے علاقوں کو بھی مستفید یہ دونوں ڈسٹرکٹس کرتے ہیں۔ اور اسیں تھوڑا جو ہے میں یہ add کر لوں کہ اس وقت جو ہے وہ تین کینال ہیں۔ کیر تھر کینال، پٹ فیڈر اور شاہی کینال۔ اب ان کینالوں میں جو ہے وہ کوئی سات لاکھ تیرہ ہزار ایکڑ کے قریب جو ہیں وہ زمینیں آباد ہوتی ہیں۔ اور ابھی جو ہے وہ کچھی کینال کے حوالے سے بھی ہماری گورنمنٹ بہت زیادہ serious ہے۔ اسیں بھی سات لاکھ بتیں ہزار ایکڑ کے قریب جو ہے وہ زمینیں آباد ہو گی۔ تو productivity جو ہے وہ اور بھی زیادہ بڑھے گی۔ لیکن اس میں یہ ہے کہ میرے خیال میں بہت زیادہ ایک طرح سے ignorance ہے۔ کہ جو اتنا زیادہ جو ایگر یہ پھر کے حوالے سے productive ہے وہ area ignore کیا جاتا رہا۔ ظاہر ہے، مطلب ابھی جب زراعت کے حوالے سے ہم بات کریں۔ تو اسیں جب تک ریسرچ نہیں ہو گی جب نئی ٹیکنالوجی جو ہے ہم introduce نہیں کریں گے۔ تو اس وقت تک جو ہے وہ کسانوں کی اور چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں انکی حالت کو جو ہم تبدیل نہیں کر سکتے۔ ابھی اس میں یہ ہے مطلب productivity تو ہے زمینیں آباد ہوتی ہیں یہ نہیں کہ نہیں ہوتی لیکن اسیں per acre جو ہیلڈ ہے یا اسکی پیداوار ہے وہ اتنی زیادہ نہیں۔ اگر اس قرارداد کو جو ہے وہ serious ہے اور affirmative action کے طور پر ہم لیں۔ اور وہاں ایگر یہ پھر یونیورسٹی کا قیام عمل میں لائیں۔ اس دو فائدے ہو گے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہاں کا جو humen resource ہے اسکو جو develop کرنے میں helpful ثابت ہو گی۔ اور دوسرا یہ ہے کہ مطلب وہاں پر جو زمیندار ہیں جو کسان ہیں، انکو اپنی productivity جو ہے وہ بڑھانے میں، research based seeds کا استعمال ہے اور بروقت جو اسکو کھاد دینا یا جو ہے مطلب فریلائز رکا جو استعمال ہے اسیں جو ہے وہ اضافہ ہو گا۔ اور اسیں نا صرف صوبے بلکہ صوبے سے باہر بھی جو ہے وہ ہم عوام کو اور

دیگر صوبوں کو مستفید کر سکیں گے، جی۔ thank you.

جناب اسپیکر: بالکل یہ ہے۔ automatically وہ یونیورسٹی کے ساتھ ریسرچ کا کام بھی ہوتا ہے۔ تو یہ قرار داد نمبر 24 منظور ہوئی۔ ابھی قانون سازی کی طرف جاتے ہیں، جی بی بی۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: جناب اسپیکر! 25 تاریخ کو جو اپنی روڑ پر سبزیاں گندھے پانی سے جو کاشت ہوتی ہیں، وہ میں ایک تحریک啲ا لے کر آئی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ 28 تاریخ کو ہوگی۔

جناب اسپیکر: وہ آج بھی جی، ابھی بھی ہے۔ انشاء اللہ جلاس دودن بڑھادیگے۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: کیونکہ وہ نہایت اہم تھی۔ تو جناب اسپیکر صاحب! point of order پر میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم point اور بھی مبذول کروانا چاہتی ہوں۔ شجر کاری ہم۔ کیونکہ جو ہے اس وقت کوئٹہ جو ہے دنیا کی انتہائی آسودہ شہروں میں سے ایک ہے۔

جناب اسپیکر: میڈم تھوڑا صبر کر لیں یہ قانون سازی کر لیں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: بالکل بالکل تھوڑا سا ہے۔ کیونکہ اہم point ہے اسی لئے میں کہا آپ کی توجہ مبذول کرو ہوں کیونکہ پھر قانون سازی آجائیگی اسکے بعد آپ اپنی رونگ دے دینے کے تو ختم ہو جائیگی بات۔ کیونکہ کوئٹہ جو ہے، یہ دنیا کی انتہائی آسودہ شہروں میں سے ایک ہے اور اس ٹائم ہم سب جانتے ہیں کہ جو اس سے بیماریاں پھیل رہی ہیں، سانس کی بیماریاں وغیرہ۔ بچوں میں بھی جو دو سال کے بچے ہیں، ایک سال کے بچے ہیں ان میں بھی یہ زیادہ بڑھتا جا رہا ہے۔ اور انکو Nebulizer پر رکھا جا رہا ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی دیگر جو بیماریاں ہیں وہ بڑوں میں بوڑھوں میں عورتوں میں زیادہ ہو رہی ہیں۔ چونکہ تمیں اور چالیس جو ہے square kilometer پر کوئٹہ پھیلا ہوا ہے۔ اور میں صحیحتی ہوں اس ٹائم جو ہے بلوچستان کا دل کوئٹہ کھلاتا ہے۔ اور کسی زمانے میں little Paris بھی کھلایا جاتا تھا۔ مگر آج آسودگی کی وجہ سے اسیں، دنیا میں سب سے بڑا نام میں صحیحتی ہوں کوئٹہ کا ہے۔ حالانکہ اسکے چاروں اطراف پہاڑ بھی موجود ہیں۔ جناب اسپیکر! پچھلے ادوار میں رکشوں کو جو سب سے زیادہ روڑ پر مٹ دیا گیا اور پھر ہر روڑ پر، آپ نے دیکھا کہ گاڑیوں سے زیادہ رکشے ہمیں نظر آنے لگے۔ اور پھر اس سے جو زیادہ pollution پھیلا، وہ ایک اور بیماریاں جو ہے اسے اپنے ساتھ لے کر آیا۔ جناب اسپیکر! میں صحیحتی ہوں کہ آسودگی کی بڑی وجہ جو ہے یہ رکشے بھی ہیں اگر ہم انکو این جی میں تبدیل کر دیتے اور انکو پابند کر دیں کہ جو pollution یہ پھیلا رہے ہیں اس پر پابندی لگائی جائے اور تمام رکشوں کوی این جی پر چلانے کا پابند کیا جائے۔ جناب اسپیکر! جیسے کہ ہندوستان کے شہر میں آگرہ میں تاج

بلوچستان صوبائی اسمبلی

محل جب آلو دہ ہونے لگا، توہاں پر بسیں بھی سی این جی پر چلائی گئیں۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی کوئی ہم نہیں واپس ایک Little Paris کی صورت میں اپنے لوگوں کے سامنے لے کر آئیں۔ اور اگر ہم بسوں کو تی این جی پر نہیں کر سکتے، تو کم از کم رکشوں کو پابند کر سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو شجر کاری کا جو ہم، ہیں ابھی وہ شروع ہو چکا ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ اس کو پورے بلوچستان میں خاص طور پر کوئی میں اسکو پابند کیا جائے کہ کیونکہ ایک درخت جو ہے اگر وہ آسکیجن دے رہا ہے، تو وہ اتنی ہی کاربنڈڈائی آسکیائیڈ گیس جو ہے وہ اپنے اندر جذب بھی کر رہا ہے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہمارے عوام کے لیے ہمارے لیے ایک انتہائی جو ہے اہم تحریک ہے کہ اگر ہم اس پر توجہ دیں، اسکو منظور کریں۔ اور اس پر ہم بات کریں کیونکہ یہ جو ہے ایک انتہائی جس سے ان درختوں سے میں سمجھتی ہوں کہ ان درختوں کو لگانے سے جو خطرناک قسم کے ہمارے چاروں اطراف میں پھیلی ہوئی ہیں وہ بھی کم ہو جائیں گے۔ تو شجر کاری کے مہم کو میں سمجھتی ہوں کہ اس کو فروع دینا چاہیے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you میڈم۔ یہ کرتے ہیں یہ چیزیں لیکن یہ motion move کریں آپ۔ جی میڈم یا سہیں صاحبہ۔

محترمہ یا سہیں بی بی لہڑی: جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو ایک بات یاد دلانا دوں اُس دن جو میں نے پی ٹی سی ایل کے آفسران کا issue raise کیا تھا کہ انکو صوبے سے باہر نہ انسفر کیا گیا۔ اور انکو گولڈن ہینڈ شیک پر جو مجبور کیا جا رہا ہے۔ تاکہ انکے خالی آسامیوں پر جو دوسرے صوبے کے لوگوں کو بھرتی کیا جائے تو یہ ایک زیادتی ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ رونگ دینے ہوئے کہ اس پر آج بحث ہوگی۔ تو اسکو میں آپ کو یاد لانا چاہی ہی تھی۔

جناب اسپیکر: جی وہ بحث کے دن انشاء اللہ درکھدیں گے سی ایم صاحب سے جو میری discussion ہوئی، اجلاس کو دو دن ہم بڑھا دیں گے۔ کہ ہم اسکیں یہ چیزیں cover-up کر دیں۔ جی قانون سازی کریں زیارتوال صاحب!۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پر اسیکیوشن): قانون سازی کون کریں گے۔

جناب اسپیکر: یہ آپ پیش کریں دہشتگردی کے شکار شہریوں کا آپ ہی نے پیش کیا تھا۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پر اسیکیوشن): سرفراز صاحب پیش کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی، جی۔

(لیڈر آف اپوزیشن): اُس دن پیش ہوئے تھے انکے تمام تفصیلات مبروں کے سامنے نہیں تھے اور اُس وقت بھی میں جب سن رہا تھا تو ایک دوارا کین نے اس پر اعتراض کر دیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اگر کمیٹیوں کے حوالہ کیا جائے کیونکہ کسی نے بھی باقاعدہ تفصیلی طور پر نہ مطالعہ کیا ہے۔ کمیٹی بھی انشاء اللہ اس ایک دو دن میں اجلاس میں بن جائیں گے۔ تو پھر اس پر غور کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب! اسکے دو رُخ ہیں، تشریف رکھیں۔ ایک تو اب کمیٹیاں بننے والی ہیں آپکے۔ اگر آپ pass بھی کرتے ہو، تو پھر کمیٹیز اس کی amendment کے سفارش کرتی ہیں پھر amendments بھی لے آسکتے ہیں۔ جو کی پیشی ہوگی۔ یہ اُس دن کچھ Bills آئے ہیں جلدی میں، زیارت وال صاحب نے بھی نوٹ کیا ہے۔ اپنا leader of the House نے بھی۔ اُنکے نوک پلک درست کرنی تھی۔ کمیٹیاں ہوں گے تو یہ نوک پلک درست ہو جاتی ہیں اسی میں discussions ہوتی ہیں، پھر بہتری کی طرف۔ سیکرٹری لاء بھی بیٹھتے ہیں۔ ترا میم بھی۔ ابھی یہاں پر دو رُخ ہیں Leader of the House کے نوٹ میں لانا چاہتا ہوں کہ Leader of the Opposition یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر انکو کمیٹیز کے حوالے کیے جائیں۔ کمیٹیز تو بنی نہیں ہیں۔ یہ بھی ہے۔ لیکن Leader of the House نے کہا کہ کمیٹیز ہر حالت میں فروری کے تیسرے ہفتے تک مکمل ہو جائیں گی۔ ابھی جیسے آپ کریں۔ اسکی نوک پلک اگر آپ درست کریں۔

(وزیر قانون و پارلیمنٹی امور، اطلاعات، پر اسیکیوشن): جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی زیارت وال صاحب! ایک منٹ وہ میدم بھی بات کر لیں پھر آپ جواب دیں۔ جی میڈم راحیلہ درانی صاحبہ۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: جناب اسپیکر صاحب! ابھی میں یہ سمجھتی ہوں کہ بہت ہی اہم نویجت کے Bills آئے ہیں سارے۔ اور یقیناً اس میں ہمارے اپنے خواتین کا ایک Bill بھی شامل ہے اور ایجوکیشن کے حوالے سے بہت important Bill ہے۔ لیکن یہ بھی یہ غلط ہو گا میں مولانا صاحب سے اس بات سے agree کرتی ہوں کیونکہ آج ہی منظوری۔ میں نے اس دن بھی کھڑے ہو کر آپ کو mention کیا کہ اس پر ہم نے study نہیں کیا۔ پھر ہمیں وہ سارے Bills پیش کر دیے گئے جو صرف amendments تھیں یا جو نئے تھے اسکی تفصیل تھی۔ میں نے خود خواتین کا خاص طور پر Bill پڑھا سمیں بہت کیا ہیں۔ حالانکہ یقیناً یہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اس وقت، بلکہ وہ تمام تنظیمیں جنہوں نے اس پر کاوشیں کی ہیں۔ وہ اس

وقت بلوچستان اسمبلی ہیں، واحد پورا پاکستان میں صرف سندھ اسمبلی میں یہ Bill pass ہوا ہے۔ اُسکے بعد بلوچستان کو کریڈٹ جانے والا تھا کہ لیکن جناب ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ ہم جلد بازی میں ایسی چیزیں لے آئیں جو کہ بعد میں ہم وہ دوبارہ اسکو amendment کرنے کی ضرورت کیا ہے جب ہمارے پاس ایک فورم موجود ہے کہ ہم اسکو تفصیل سے پڑھیں ہمارے اراکین، ہم خود چاہتے ہیں کہ اس طرح کی چیزیں آئیں۔ اور یقیناً گورنمنٹ side سے ہمارے ممبرز جو بھی لارہے ہیں ہمارے منظرز، وہ بڑی محنت سے اس چیزوں کو لارہے ہیں۔ لیکن سرناکمل چیز جو ہیں وہ ہمارے لیے اپنے لیے مصیبت ہو گی کہ بعد میں کمیٹیز کے پاس جائیں۔ اور اس کے بعد پھر amendment ہو کر آئیں، تو یہ بے انتہاء وویکن یونیورسٹی Bill انتہائی اہمیت کا حامل ہے میرے حساب سے جو میری اپنی ذاتی رائے ہیں۔ تو sir اس طرح سے اس کو جلد بازی میں نہیں کرنا چاہیے اس لیے یہ ناکمل ہے، اس پر بہت سی چیزیں ہیں جو میں بھی point out کر سکتی ہوں لیکن اس وقت چونکہ منظوری کے لیے جا رہا ہے۔ میں آپ سے کہوں گی آپ please اور لنگ دیں کہ اس وقت ان کو جو ہے accept نہ کیا جائے اور اسمبلی اسکو باقاعدہ اگر اس وقت اسٹینڈنگ کمیٹیز نہیں بنی ہیں، تو کم از کم کوئی اسٹینڈنگ کمیٹی، اگر اس طرح کا کوئی سلسلہ ہیں وہ بنائیں bills کو کم از کم جو بھی ممبر ز اپنے input دینا چاہتے ہیں وہ دیں۔ اور آپ نے ویسے بھی دن بڑھادیئے ہیں۔ اس وقت یہ لے کر آئیں۔ sir اس طرح سے تو یہ میرے خیال میں ایک ایسا کام ہو گا جو ہم اپنے ہی لے بڑھاتے جا رہے ہیں اور اس کی خوبصورتی بھی برقرار نہیں رہیں گی جبکہ ہم نے اتنا انتظار کیا خاص طور پر اس Women Bill کا۔ اور یہ جو باقی ایجیکیشن کے Bill ہے اسکے بعد وہ incomplete ہے اس پر request ہو گی اور جو ہمارے leader ہیں، آپ سے بھی اس پر please کر کے اس پر جو ہے آپ اس وقت اسکو منظوری کے لیے نہیں پیش کریں، خاص کر کے ان دو Bills کو۔

جناب اسپیکر: جی یا سمین بی اپنی صاحبہ زیارت وال صاحب دو منٹ تشریف رکھیں۔

محترمہ یا سمین بی بی اپنی: جناب اسپیکر صاحب! یہ جو احیلہ درانی صاحبہ نے بات کی، یہ واقعی اہم Bill domestic violence کے حوالے سے اسمیں مجھے تھوڑا سا لگتا ہے کہ مزید جو ہے وہ thorough study کرنے کی ضرورت ہیں تاکہ اس میں۔ جو ہے وہ cover aspects ہو جائیں کیونکہ تھوڑا سا جو کی feel ہو رہی ہیں اس Bill کے اندر وہ یہ ہیں کہ جتنے بھی جو ہے وہ cases violations کی جو ہے وہ ہیں انکے جو punishments ہیں وہ تھوڑا سا اسکو دیکھنے کی ضرورت ہیں۔ کوئی clear-cut punishments نہیں

نظر آرہی ہیں۔ تو اسکو تھوڑا سا وہ یہ ہیں کہ punishment کو study کرنا اور دیکھنا تھا کہ وہ ایک مکمل جو ہے وہ Bill کی شکل جو ہے وہ سامنے آجائے۔ تو اسکو تھوڑا سا delay کر لیں تاکہ ہم سب کو اسکا study کرنے کا موقع ملے۔ thank you جناب۔

جناب اسپیکر: اچھا وزیر اعلیٰ صاحب، نصراللہ زیرے صاحب! آپ بھی as a MPA بات کریں تو میں وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں بھی لاوں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ جتنے بھی Bill ہیں یا یہ ایک ہفتہ پہلے House کے سامنے پیش ہوا تھا۔ اور یقیناً چار دن پہلے یہ میرے سامنے تھا میں نے study کی ہے اب جو ممبر ان اسکو study نہیں کر رہے ہیں شاید وہ انکا قصور بن رہا ہے ایک ڈیپارٹمنٹ نے کام کیا ہیں لاءِ منسٹر صاحب اس پر بولیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسکو ہونا چاہیے آج کے اجلاس میں۔

جناب اسپیکر: کچھ تو ہونا چاہیے، وہ خواتین کو فکر ہے، especially خواتین نسوان violence پر۔ اور بہادر خان یونیورسٹی کا۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پر اسیکیوشن): جناب اسپیکر! اب آتے ہیں ان چیزوں کو ٹھیک کرنے کے لیے، خدا کے لیے یہ مل جس دن پیش ہو رہے تھے اور ہم انہیں پیش کر رہے تھے کہ rules کی قاعدہ 84 سے مستثنی قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: اُس دن ہاں ہو گئی تھی۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پر اسیکیوشن): یہ اس وقت کی بات تھی اگر ہماری یہ دوست جن کو جن چیزوں پر شک تھا اسکو اس دن کہتے اور روکتے تو کمیٹی بنتی۔ ضروری نہیں ہے کہ کمیٹیاں، یہ ہاؤس کی کمیٹیاں۔ اسیشل کمیٹی بھی بن سکتی تھی۔ ہم یہ چیزیں انکے حوالے کر سکتے تھے۔ آج یہ مل pass ہونے جارہے ہیں۔ ہم وہ مراحل گزار دیئے ہیں۔ اب کہتے ہیں کہ یہ ایسی ویسی۔

محترمہ راحیله حمید خان دراٹی: جناب اسپیکر! اُس دن ہمیں پوری چیزیں provide نہیں کی گئی تھیں۔

جناب اسپیکر: میڈم راحیله بات کر جائیں مولانا صاحب! انکوبات کرنے دیں پہلے، جی۔

محترمہ راحیله حمید خان دراٹی: محترم اسپیکر صاحب! اُس وقت ہمیں اسکے بارے میں کچھ بھی inform نہیں کیا گی تھا۔ اسوقت بھی میں نے بھی کہا تھا۔

جناب اسپیکر: (وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پر اسیکیوشن):

جناب اسپیکر : آپ بات کریں، بات کریں۔

محترمہ احیلہ حمید خان درانی: sir مجھے complete کرنے دیں۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں نا مزے سے Law and Parliamentary Affairs Minister کو تو بالکل سمندر ہونا پڑتا ہے، خاموشی سے سنتے رہنا ہوتا ہے۔ جی میڈم۔

محترمہ احیلہ حمید خان درانی: تو sir ہم خود اس محنت کا حصہ ہیں۔ کہ ہم نے اس پر اتنی محنت کی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ یہاں آئے اور pass ہو جائے۔ لیکن زیاروں وال صاحب کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ اس دن بھی sir ہم نے، میں نے ہی کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ ہمارے پاس تو بل ہی نہیں ہیں تو ہم اسکے اوپر اس وقت کیا کہتے۔ تو آپ نے ہمیں کہا تھا ”کٹھیک ہے بل پیش ہو گا، آپ پڑھیں اور ہم اسیں اس وقت ہم اس چیز کو دیکھ لیں گے۔“ تو اس وقت میں نے اسکو مستثنی قرار دینے پر یہی کہا تھا ”کہ ناں دیا جائے۔“ لیکن اسمبلی میں، آپ سب نے یہ کہا تھا ”کہ نہیں جب یہ مل جائیگا تو آپ دون کے بعد اس پر اپنے رائے زنی کر جائیں گا۔“ sir ابھی آپ اسکو وہ کر سکتے ہیں یہ incomplete Bills جناب ایسا Bill جس میں ہم domestic violence کا ذکر ہے ہیں۔ اور ہمیں، میں نے کہا بہت سی چیزیں ہیں۔ لیکن ایک واحد چیز آپ کے سامنے رکھتی ہوں کہ اسیں آپ punishment کا ذکر ہی نہیں ہیں۔ جب ہم ایک بل لارہے ہیں آپ بھی وکیل ہیں زیاروں وال صاحب! اسیں punishment کا ذکر ہی نہیں ہیں۔ جب ہم نے جانا ہے PPC کے through پاکستان پینل کو روٹ کے تحت، وہ فورم تو ہمارے پاس پہلے سے ہیں۔ تو اتنا incomplete bill جناب! لوگ مذاق اڑائیں گے کہ کل اس طرح کا بل پیش ہوا ہے جس میں جو اسکی جو ایک افادیت تھی اسکا تو ہوا ہی نہیں ہے۔ دوسرا women university کا بل پر بھی sir ہماری considerations ہیں۔ ہمیں اسکے اوپر دیکھنا ہے۔ اگر sir آج اسے pass کیا گیا۔ میں تو اسکے ساتھ نہیں ہوں۔

جناب اسپیکر: جی مولانا عبدالواسع صاحب! آپ پھر دو ہرائیں جو آپ کہنا چاہتے ہیں۔

(قائد حزب اختلاف): میرے خیال جناب اسپیکر! میں وزیر قانون صاحب سے اور چیف منسٹر صاحب سے یہی گزارش کرتا ہوں کیونکہ اس دن ہم ادھر اجلاس میں تھے نہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی Bills ہیں اگر کمیٹی کے حوالے ہو جائیں۔ ہمیں اور مذید بہتری آسکتی ہیں۔ ہمیں کوئی اس طرح چیز نہیں ہیں کہ کوئی نہ ہم اسکے لیے اب فرض کریں یہ گھر میلوں تشدد والا معاملہ ہیں، ہمیں خواتین کے لیے

ہمارے اسلامی معاشرہ، قبائلی معاشرہ، انکے سب کا خیال رکھنا ہو گا اور پھر دوستوں کے تجاویز آ جائیں گے، کمیٹی کے۔ کہ مذید ترمیم ہو جائیں گے۔ مذید انکے لیے بہتری آ جائیں گے۔ تو ہم اس پر خواخواہ اس طرح نہیں کرتے ہیں کہ ضد کی بنیاد پر بس کیوں بل آیا ہے اور ہم انکو مسترد کر دیتے ہیں۔ ہمارے ان سے request ہیں کہ اگر کیونکہ ہم بائیکاٹ پر تھے۔ اور یہ ہماری سامنے سے نہیں آیا۔ اور پھر دوسرے دوست بھی یہی چاہتے ہیں۔ تو یہ تو ہمارے اپنے فیصلہ ہیں، ہاؤس کا فیصلہ ہیں، ہم کمیٹی کے حوالے کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی زیارت وال صاحب! کیونکہ دورائے آرہی ہیں ہاؤس کی۔

(وزیر قانون و پارلیمنٹی امور، اطلاعات، پراسکیوشن): شکریہ جناب اسپیکر نہیں۔ یہ میں پہلے اپنے گھر کی درشی کی بات کروں گا۔ ٹریڈی ٹپھر میں سے ہمارے دوست یا ہماری بھئیں اٹھ رہی ہیں۔ اور کہہ رہی ہیں کہ یہ ہمارے پاس آئی نہیں ہیں۔ یہ پہلے کابینہ سے پاس ہو کر آتی ہیں۔ پھر اخبار میں سب کچھ آ جاتا ہے۔ میں نے خود پر لیں کافرنس کی ہے۔ اور تمام بلوں کے بارے میں بتایا کہ یہ کابینہ سے pass ہو گئی ہیں اب اسمبلی میں آئیں گی۔ اور اسمبلی میں آنے کے بعد اس وقت سے ان تمام چیزوں کو جن کی دلچسپی ہو وہ اس کو دیکھنا چاہیے۔ البتہ یہ گزارش میں کرتا ہوں ہماری ایس اینڈ جی اے ڈی ڈیپارٹمنٹ سے۔ کہ وہ یہ بل ہمارے دوستوں کو جو رکھنا چاہتے ہیں، باقی کارروائی ہونے ہوں۔ جو سیشن میں ہم لانا چاہتے ہیں سب سے پہلے ہمارے دوستوں کو بھوائیں۔ وہ اسکو پڑھ لیں اسکو دیکھ لیں اور اسکے بعد اگر اس میں کوئی ایسی چیز ہوں۔ بلکہ کابینہ میں لانے سے پہلے بھی یہ ہونا چاہیے اور کابینہ میں لا کر وہاں پر آپ نے مکمل پورے دن آپ نے debate کی اس پر۔ اور اسمیں سزا کیں بھی تجویز کی ہیں۔ سب کچھ اسمیں ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اسمبلی کی جو rules ہیں اسکا جو قاعدہ ہے۔ جب آپ اس سے مستثنی قرار دیں گے آج تو یہ pass ہونے جا رہا ہے اس وقت ہونے جا رہا تھا اس وقت کی بات تھی اس وقت تو ہم وہ کر سکتے تھے اب اس مرحلے پر جو بل آپ کے سامنے ہیں یہ pass ہوں گے اور آنے والے وقت کے لیے یہ چیزیں بروقت ڈیپارٹمنٹ سے ہماری request ہیں کہ بروقت، وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہیں کہ سب دوستوں کو، اچھی بات ہے، انکو پہنچا کیں انکی رائے اسمیں آ جائیں، انکی input اسمیں ہوں۔ اور جو چیز غلط ہو اسکو ٹھیک کریں۔ تو یہ چیزیں ہیں اسکو میں مانتا ہوں اس طریقے سے۔ اور انکے پاس پہلے پہنچا چاہیے سب کے پاس اپوزیشن کے پاس بھی ٹریڈی ٹپھر کے پاس بھی، قانون فرد کے لینہیں، سب صوبے کے لیے بن رہا ہے۔ تو اسمیں ایک فرد کی، ایک آدمی کی اپنی جو کاوش ہیں، اسکے ذہن کے مطابق اگر وہ ٹھیک بھی ہیں۔ تو 65 کی جو ایوان ہیں اگر انکی رائے میں جائے انکو

board کیا جائے۔ تو اس سے بھی ہبھرنتیجہ اسکا آسکتا ہے میں اس کا وہ نہیں ہوں۔ اور جب کمیٹیاں بنیں گی اور جب یہ چاہیں گے کہ کمیٹیوں کے حوالے ہوں۔ تو ہم اس قاعدے کو 84 کی جو ہم مستثنی قرار دیتے ہیں۔ وہ نہیں کریں گے وہ کمیٹیوں کے حوالے کر دیں گے۔ اور جہاں آپ ضروری سمجھیں گے، اپیشل کمیٹی کے اگروہ اعتراض کریں گے تو اپیشل کمیٹی کے طور پر پیش کریں گے۔

محترمہ احیلہ حمید خان درانی: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ ٹھریں بولنے دیا کریں ناں ان کو بات مکمل کرنے دیں۔

(وزیر قانون و پارلیمنٹی امور، اطلاعات، پراسیکیوشن): اپیشل کمیٹی کے طور پر، آپ اپیشل کمیٹی کے حوالے بھی کر سکتے ہیں۔ یہ نہیں ہیں کہ کمیٹیاں اگر نہیں بنیں تو اس وقت کام تو ہم نے کرنا ہے تو اسکے لیے اپیشل کمیٹی کی بھی آپ وہ کر سکتے ہیں لیکن اس موقع پر، موقع کی مناسبت سے جب ہم دوسرا وہ پڑھتے ہیں، مستثنی جب قرار دیتے ہیں، تو وہ مستثنی نہ ہوں۔

جناب اسپیکر: جی میڈم حُسن بانو کو بات کرنے دیں۔

محترمہ حُسن بانو رخشنانی: یہ Bills جب آئے تھے تو اس وقت ہم بائیکاٹ پر تھے۔ اسکی ہم نے نوک پلک سنوارنے کی کوشش کی ہے تو اسیں میرے خیال میں ہماری محنت کو دیکھتے ہوئے ضائع نہیں کیا جائے اور اسکو ہمیں مزید سمجھنے کیلئے اور دیکھنے کیلئے، ابھی تک تو یہ صحیح معنوں میں ہماری نظرؤں سے گزار بھی نہیں ہیں۔ کیونٹ کے حوالے سے جو زیارت وال صاحب فرمار ہے ہیں کہ یہ کیونٹ سے pass ہوئی ہے۔ کیونٹ میں تو کوئی خاتون ہے ہی نہیں تو ہمارے بارے میں پھر وہ کون اس بارے میں بات کریگا۔ اور دوسرا بات یہ ہے کہ جو لوگ کیونٹ میں شامل نہیں ہیں اُنکے لیے قانون سازی کرنے سے پہلے اُنکو آپ براہ مہربانی اپنے اعتماد میں لیں تاکہ ہم عوام کی صحیح نمائندگی کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر عبدالمالک صاحب اسکیوضاحت کر لیں کیونکہ سینٹ میں بھی ہم نے یہی کارروائی کی تھی۔

قائد ایوان: میرے خیال میں اگر اس bill کو ہم دیکھیں ہیں جو راحیلہ بی بی کہہ رہی ہیں Let me define کیا گیا ہے۔ اسیں، 13 میں۔ Let me to to check، Clause(4) کا domestic violence میں اسکو تھوڑا سا پڑھلوں، تھوڑا سا تاکہ پتہ چل جائے ناں۔

جناب اپریکر:

قائد ایوان:

Penalty for the breach of the Protection Order by
the accused.

- Page 8 پر 1. Breach protection

A breached of protection order or of the interprotection order by the accused shall be in offence and shall be punished with the imprisonment which makes 10 to 01 year but shall not be less than 16 months and with fine which may not less than 100000 rupees. The Court shall order that the amount of the fine shall be given to the aggrieved persons.

یہ ہوا ایک سال کی سزا اور ایک جرمانہ۔

2. If a person was guilty in violation of protection order second or third time

پہلی دفعہ اگر ہوا، اسکی سزا ایک سال ہے۔ دوسری دفعہ اور تیسرا دفعہ جب اُس نے violation کی تو

He shall be punishment imprisonment which is next time to two years, but not be less than one year and also by liable to fine which may not be less than 200 thousand rupees. The Court shall order an amount of fine shall be given to the aggrieved person.

3. Notwithstanding any in containing Court of the offence under this Section shall be cognizable, non-bailable and compound.

اب کیا کرو گے non-bailable comopund بھی ہے، دو سال کی سزا ہے۔ ایک سال کی سزا ایک دفعہ ہے، دو سال کی سزا ایک دفعہ۔

Any person committed by the Court under Sub-Section(1) or

Sub-Section(2) may file an appeal to the Court of Session with 30 days of the passing of the Order, the sentence of the Court of the Session shall be decided to appeal within 60 days.

یہ تمام چیزیں ہیں، اب سمیں آپ مزید اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ دیکھیں، اگر آپ amendment دینا چاہتے ہیں by rules بھی آپ دے سکتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی: یہ protection order کے خلاف ہیں۔ It is not against protection order ایک دے گی، یہ اسکے خلاف، اس آدمی کے خلاف اگر وہ اسکا وہ کریگا تب یہ اسکو سزا ملے گی۔ Please This is not against Crime. sir میں نے اس چیز کو پورا detail میں پڑھا ہے، آپ خود بھی پڑھ لیں، سیکرٹری law اپنے ہوئے ہیں۔ نہیں، نہیں sir، اس وقت ہم ایک Bill لارہے ہیں کہ ایک جرم ہے domestic violence، ایک اچھا ہم کام کر رہے ہیں کہ against domestic violence is a crime. لیکن sir اسکے کوئی punishment آپ پورا Act اٹھا کر کے دیکھ لیں۔ اس میں کہیں بھی جو ہے اس میں یہ لکھا ہو انہیں ہے کہ اگر ایک بندہ یہ crime کرتا ہے تو ہم اُسے یہ سزا دیں گے۔ آپ نے جتنی بھی سزا میں پڑھی ہیں That is against the protection order. جب کوئی Order issue کر گی اگر اس Order کے خلاف کوئی جاتا ہے تو than it is for this. تو ہم اتنی بڑی چیز لارہے ہیں تو اسکے against کوئی punishment ہی نہیں رکھ رہے ہیں، تو کیا بات ہے۔ سیکرٹری لاء بیٹھے ہوئے ہیں آپ ان سے پوچھ لیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

قائد ایوان: میں، سیکرٹری لاء سے، دیکھیں ناٹھیک ہے میں تو کہتا ہوں کہ اگر راحیلہ بی بی کی اور ایوان کی یہ رائے ہیں ٹھیک ہے آپ ایوان کی ایک کمیٹی بنادیں۔ لیکن It should be finalized اس سیشن میں۔

جناب اسپیکر: جی اس سیشن میں ہی کرنا پڑیگا۔

قائد ایوان: ہاٹھیک ہے اس میں آپ کمیٹی بنالیں۔ جس میں دونوں طرف کے نمائندے ہوں۔

جناب اسپیکر: جی ٹھیک ہے مولانا صاحب ہوں، حسن بانو صاحب ہوں، راحیل بی بی، یاسمین بی بی، خواتین سارے آجائیں تو بہتر ہی ہیں۔ یہ جلدی کرادیں۔ Sir یہ ہمارے Passing of Bills میں، Rule 97 پر ہے، نکال لیں، دیکھیں۔ اس پر آجائیں۔ یہ Part-IV پر Passing of Bills etc۔۔۔ آجائیں۔

PART IV-PASSING OF BILL ETC.

Finance of Bill: 97(2): If amendments have been made in a Bill (other than the Finance Bill) the Speaker, of his own motion, or on a motion made by any Member may, direct that the Bill be examined by a Committee consisting of the Minister to whose Department the Bill relates, the Member who introduced the Bill, the Advocate General and the Deputy Speaker or a Member of the Panel of Chairmen nominated by the Speaker, with a view to report what amendment of a formal or consequential character should be made in the Bill as a matter of drafting. The report shall be presented within such period not exceeding seven days

-as the Speaker may direct.

لیکن ہم 07 days سے پہلے کریں گے۔ ٹھیک ہے ناں۔ یہ دونوں Bills یہ Women University کا Bill اور یہ خواتین کا۔ تو یہ لازم یہ پھر آپکو ہفتہ کا دن، Saturday-continue it to Saturday. concerned کی صبح تک ڈپٹی اسپیکر صاحب، نسٹر in-put دو اور ارکین میڈم راحیلہ، اور میڈم حسن بانو بی آپ بھی ممبر بن جائیں۔ یہنیں تو آ کے اُس میں اپنی in-put دیں گی بذریعہ آپکے۔ جی جی، وہ قانونی طور پر آپ دوہی شامل ہوں گی۔ لیکن وہ آپکو in-put دے دیں گی، آپ یہ کریں۔ This will be presented for passage on Saturday, please. یہ دونوں bills، یہ خواتین والے، اور اس میں ایک شخص، میں غور سے پڑھ رہا تھا جو میری بڑی تسلی ہوئی ہے میڈم! وہ آپ نے نہیں دیکھا۔ اس میں جو شخص کی وضاحت کی گئی ہے۔ آپ نے

دیکھا ہے اُسکو؟ جو صرف خواتین کی protection نہیں ہے۔ اُسیں تو دونوں کی protection ہے اس سے اچھا Bill اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ تو دونوں کی protection ہے۔ یہ تو بہت اعلیٰ بات ہو گئی۔ مولانا صاحب کی بھی protection ہے آپ کی بھی protection ہے ہم سب کی protection ہیں۔ یہ ہم، ہمارے اُپر جو خوف تھا ہم آئے ہیں اسلام آباد سے، میں اور ڈاکٹر صاحب ہمارا وہ خوف ابھی حصر گیا ہے۔ جی، چلیں جی پہلے آپ پڑھیں اپنا بھگٹی صاحب! اگلا مسودہ قانون۔

میر سرفراز احمد گٹھی (وزیر داخلہ): شکریہ جناب اسپیکر! میں وزیر داخلہ بلوچستان تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان دھنگردی کے شکار شہریوں کی امداد اور بحالی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2014ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: وزیر اعلیٰ تحریک پیش کرتے ہیں کہ بلوچستان دھنگردی کے شکار شہریوں کی امداد اور بحالی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2014ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔ Bill پیش ہو گیا۔ تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان دھنگردی کے شکار شہریوں کی امداد اور بحالی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2014ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟۔ ہاں تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان دھنگردی کے شکار شہریوں کی امداد اور بحالی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2014ء) فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔ وزیر داخلہ الگی تحریک پیش کریں۔

(وزیر داخلہ): میں وزیر داخلہ بلوچستان تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان دھنگردی کے شکار شہریوں کی امداد اور بحالی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2014ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان دھنگردی کے شکار شہریوں کی امداد اور بحالی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2014ء) کو منظور کیا جائے؟۔ ہاں تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان دھنگردی کے شکار شہریوں کی امداد اور بحالی کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2014ء) منظور ہوا۔ ابھی لازمی تعلیم کا مسودہ قانون پیش کریں جی، Minister Education

on his behalf کون۔ جی رضا بریج صاحب آگئے ہیں فلپائن سے واپس آگئے ہیں۔

سردار رضا محمد بریج (مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکمل تعلیم): میں مشیر تعلیم تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لازمی تعلیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2014ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: جی تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان لازمی تعلیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2014ء) کو فوری زیرغور لا یا جائے؟۔ ہاں یانال کہیں ناں؟۔ ہاں۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان لازمی تعلیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2014ء) کو فوری زیرغور لا یا جاتا ہے۔ جی وزیر تعلیم اگلی تحریک پیش کریں۔

(مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکمہ تعلیم): میں مشیر تعلیم تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان لازمی تعلیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2014ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جی تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان لازمی تعلیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2014ء) کو منظور کیا جائے؟۔ ہاں یانہیں؟۔ ہاں۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان لازمی تعلیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 5 مصدرہ 2014ء) کو منظور کیا جاتا ہے۔ جی ایک دوسرا Bill بھی آپ کا منظور ہو گیا۔ یہ آپ صحیح جو legislation کا کام ہے وہ ابھی آپ کر رہے ہیں Asa Parliamentarian جو ہماری بنیادی duty ہے وہ ہم کر رہے ہیں۔ بلوچستان فوڈ اخباری کا مسودہ قانون پیش کیا جائے۔ فوڈ منسٹر۔

میراٹھار حسین کھوسہ (وزیر خوراک و وومن ڈولپمنٹ): سُمَّ اللَّهُ أَرْحَمْنَ الرَّحِيمْ۔ میں وزیر خوراک تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان فوڈ اخباری کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2014ء) کو فوری زیرغور لا یا جائے۔

جناب اسپیکر: جی تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان فوڈ اخباری کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2014ء) کو فوری زیرغور لا یا جائے؟۔ ہاں یانہیں؟۔ ہاں۔ تحریک منظور ہوئی بلوچستان فوڈ اخباری کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2014ء) کو فوری زیرغور لا یا جاتا ہے؟۔ وزیر خوراک اگلی تحریک پیش کریں۔

میراٹھار حسین کھوسہ (وزیر خوراک و وومن ڈولپمنٹ): میں وزیر خوراک تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان فوڈ اخباری کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2014ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی آیا بلوچستان فوڈ اخباری کا مسودہ قانون مصدرہ 2014ء (مسودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2014ء) کو منظور کیا جائے؟۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان فوڈ اخباری کا مسودہ قانون

مصدرہ 2014ء (سمودہ قانون نمبر 6 مصدرہ 2014ء) منظور ہوا۔ ایک اور Bill آپ نے pass کر لیا۔ اگلے جو دو Bills ہیں گھر بیوں تشرد کا، اور سردار بہادر خان یونیورسٹی کا، اپیشل کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے اور وہ انشاء اللہ ہفتہ کو پیش کیا جائیگا ممنظوری کیلئے۔ جی انصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ زیرے: جناب اسپیکر! آج ایک مرتبہ پھر صوبائی اسمبلی نے انتہائی ایک اہم Bill کو pass کیا جو کہ آئین کے آرٹیکل (A) 25 کے تحت ہر بچے کو مفت تعلیم کا حق دیتا ہے تو یقیناً آج ایک بار پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تاریخی موقع ہے تاریخ ساز ایک دن ہے۔ ایک رقم ہو رہی ہے تاریخ کہ ہماری یہ coalition حکومت نے اپنی عوام کیلئے اپنے طالب علموں کیلئے مفت تعلیم کا Bill پیش کر کے ایک انتہائی اہم نوعیت کا کام کیا ہے جس طرح پچھلے دنوں مادری زبانوں کا Bill pass ہوا۔ تو آج ایک بار پھر وہ تمام بچے جو کہ تعلیم سے محروم تھے جن کی والدین کی یہ استطاعت نہیں تھی کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیمی ادارے بھیج سکتے تھے۔ تو انشاء اللہ اب یہ Bill pass ہونے کے بعد اب تمام بچے پہلے سے لیکر دسویں کلاس تک وہ مفت تعلیم حاصل کریں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ آج میں دوبارہ اس Leader of the House تمام پارٹیوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے bill pass کر کے اپنے عوام پر اپنے عوام کے ایک دیرینہ مطالبہ کو پورا کیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی یہ آپکے اپوزیشن نے بھی آپکا ساتھ دیا ہے۔ جی Leader of the House۔

قائد ایوان: میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ لیکن میں اپنی منسٹر صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ یہ ایک بہت بڑا legislation ہم نے کیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

قائد ایوان: اور آرٹیکل (a) 25 اُنکی روح کے مطابق implement کرنے کیلئے ہمیں بہت سے وسائل چاہیئے۔ مطلب یہ اتنی بات نہیں ہے کہ ہم نے کہا کہ ہم تمام بچوں کو تعلیم دیں گے۔ پر دیں گے کہاں سے؟۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب! ایڈوائزر صاحب! آپکی بہت بڑی ذمہ داری ہے، اس گورنمنٹ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جو ہم next budget میں جاری ہے اس پر ایک دن ہم نے رکھا تھا، وہ نہیں ہو سکا، پہلے تو ہم اپنی literacy rate کو صحیح معنوں میں آپ کسی systematic طریقے سے وہ monitor کریں کہ آپکی literacy rate کیا ہے؟۔ کچھ کہتے ہیں 34 ہیں۔ کچھ کہتے ہیں 19 ہیں۔

تو یہ ایک چونکہ ہم ایک ذمہ دار گورنمنٹ ہیں۔ دوسری جو ہے ناں آپ کا next کام کیا ہوگا کہ اس سال، ہم کتنے بچوں کو اپنی داخلہ دے دینگے؟۔ دیکھیں ناں ہم نے emergency تو declare کی۔ لیکن law کی composition کیا ہے؟۔ ہم کس کس چیز پر جو ہے ناں وہ دیکھیں۔ اور یہ priority number two and order کا ہمارا، اس حکومت کا گزارش ہے کہ جو next budget میں آرٹیکل (a) 25 کی روح کو دیکھ کر اسکے مطابق ہم formation میں جائیں۔ ایک ایسی ہم نے legislation کی۔ جیسے جو ہے ناں باقی لوگ، آئین کی پروانہ نہیں کرتے ہیں، ہم بھی نہیں کریں گے، ایسا نہیں ہے تو میری آپ سے گزارش ہے آپ سے۔

جناب اسپیکر: جی قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: کوئی خوشی کا دن آج آج گیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی کبھی تو مسکرا دیا کریں ناں مولانا صاحب! کبھی خوشی بھی کر دیں ناں۔ چلیں نماز پڑھنے چلتے ہیں پھر۔

قائد حزب اختلاف: میری گزارش ہے میں سمجھنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

قائد حزب اختلاف: میں سمجھنا چاہتا ہوں کہ اب تک دسویں جماعت تک تعلیم مذہل ہائی اسکول اور پانچ سویں اسکول یہ تو، ڈگری کالج یا انٹر کالج یہ سارے یہ جو سرکاری ہیں اسے میں تو اب تک ہم مفت تعلیم دے رہے ہیں۔ یعنی اسے کو نہیں آگیا ہے کہ یہ ایک مثالی دن اور ایک وہ دن ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تعلیم کے شعبے میں بہت زیادہ، بہتری آجائے ابھی بھی میرے تجویز یہ ہے کہ یہ ہمارے حکومت کے دوستوں نے جو ایجوکیشن کے سیکٹر میں جو فنڈ رکھے ہیں تو بلڈنگوں سے۔ ابھی تک نہیں کہ ہماری تعلیم بلڈنگوں کی وجہ سے نہیں ہیں۔ کہ جہاں بلڈنگ نہیں ہیں۔ بلکہ ہمارے تعلیم کی کوتاہی اساتذہ کی کمی اُنکی غیر حاضری اُنکی نااہلی۔ اور اُنکے مطلب نااہلی ہیں وہ qualify نہیں کرتے ہیں۔ اس وجہ سے تعلیم کی کمی اب تک جوہ۔ ورنہ اب تک تو ہم ڈگری تک اسٹریکٹ ہم تعلیم مفت دے رہے ہیں اور یہ کوئی نئی بات تو میری سمجھ میں نہیں آگیا۔ یعنی میں سمجھنا چاہتا ہوں مجھے جب زیرے صاحب نے بات کی تو مجھے خوشی ہوئی کہ کوئی ہو۔ لیکن اب تک تو ہم دے رہے ہیں۔ اسے کوئی ایسی نیا چیز مجھے نظر نہیں آیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی میدم حسن بانو۔

محترمہ حسن بانور خشناںی: مفت تعلیم سے مراد کیا ہے کہ آیا آپ بچوں کو مفت کتا ہم کریں گے یا انکو uniforms فراہم کریں گے یا انکے لیے کوئی خاص وظیفہ کا آپ نے انتظام کیا ہوا ہے؟۔ میں مولانا صاحب کے بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ جو انہوں نے کہا تو آئیں مزید آپ لوگ کیا کر رہے ہیں یا آپ بتانا پسند کریں گے۔ ٹیچر زگھروں میں تنخواہیں لے رہے ہیں اُسکا آپ کیا کر رہے ہیں۔ کیونکہ جو مال باپ اپنے بچوں کو پڑھانا چاہتے ہیں وہ ہر صورت میں اپنے بچوں کو اسکول بھیج دیتے ہیں۔ مسئلہ ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں اسکول جو ہے ناں وہ اصل کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ دیہاتوں میں اکثر ایسے اسکول ہوتے ہیں جہاں تنخواہیں جاتی ہیں لیکن وہ گرز اسکول خاص طور پر بیٹھ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ آپ لوگوں کو یہ کامیابی ہو گی کہ اگر آپ کہتے ہیں یا کچھ کرنا چاہتے ہیں تو آپ جو گھر بیٹھے ہوئے اساتذہ تنخواہیں لے رہے ہیں ان اساتذہ کو آپ اسکولوں میں لا کے بٹھائیں۔ اور ان سے کام لیں تو تب ہم آپکو مبارکباد دیں گے آپ اسکے مستحق ہونگے۔ اور یا آپ لوگوں کیلئے ایک بڑی کامیابی بھی ہو گی۔

جناب اسپیکر: میدم نے بہت صحیح بات کی ہے اور یہ جو آپ نے education emergency کو بھی check کریں اساتذہ کی۔ لگائی ہوئی ہے اُسمیں absantees کو بھی

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پر اسیکیوشن): **جناب اسپیکر!** آپکے سامنے، میدم کے سامنے، Floor پر ہم بیان دے چکے ہیں کہ 309 اسکول بند تھے، تین مہینوں میں 309 اسکول جو بند تھے وہ ہم نے کھوں دیئے ہیں۔ دوسری بات میں ensure کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اب اسکے بعد جہاں سے بھی رپورٹ آئیگی کہ فلاں ٹیچر گھر میں تنخواہ لے رہا ہے یا اُسکا ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اسکے ساتھ تنخواہ بانٹ رہا ہے وہ ڈیوٹی نہیں دے رہا ہے جہاں سے بھی رپورٹ ہو گی ہم اُنکے خلاف action لیں گے۔

جناب اسپیکر: جی صحیح ہے۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پر اسیکیوشن): **جناب اسپیکر!** جہاں تک یہ point of order کی بات تھی کہ تعلیم پہلے سے مفت تھا۔ **جناب اسپیکر!** تعلیم مفت ہونے کا مقصد یہ ہے کہ آپ تمام بچوں کو گورنمنٹ کے طور پر کتابیں دیں گے لیکن وہ کتابیں جو ہم دے رہے تھے گذشتہ سال جو گزرے ہیں ساری دنیا نے سُن بھی لیا ہے دیکھ بھی لیا ہے اگست تک ستمبر تک کتابیں بازار میں مارکیٹ میں پیسوں پر بھی available نہیں تھے۔ تو مفت اور اُسکی جوبات ہے۔ دوسری بات یہ ہیں کہ فیس مقرر ہے کالجوں میں بھی

مقرر ہیں داخلہ fees، ہائل کا بھی داخلہ fees مقرر ہے۔ تو ہم تو میرک تک کی بات کرتے ہیں۔ آگے کی بات بعد میں سوچیں گے۔ میرک تک اُسکا جو exam fees ہے، اُسکا جو detailed marks ہے، اُسکے کتابیں بھی شامل ہیں تمام چیزیں اُسکے شامل ہیں۔ تو یہ آئین پاکستان ہے۔ اور یہ 2010ء کو pass ہوا تھا اور اب اُسکے مطابق Bill لانا صوبہ میں قانون بنانا ذمہ داری تھی 2013ء تک ہمارے سابقہ گورنمنٹ کی۔ جوانہوں نے نہیں کی ہے۔ اب ڈاکٹر صاحب نے بھائی ہے کہتے ہیں کہونسا وہ کیا ہے۔ تو بس ٹھیک ہے۔ کہنے کی حد تک تو اُسکی بات درست ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اُسکے کونسا وہ کیا ہے کمال کیا ہے۔ لیکن انٹھاروں میں ترمیم کے تحت، جناب اسپیکر! لازمی تھا لانا تھا پیش کرنا تھا۔ اور اُس پر number scoring کی بات نہیں ہے۔ ضروری ہے لازمی ہے۔ جب جوانہوں نے نہیں کیا۔ تو ہم وہ لوگ ہیں کہ ان تمام چیزوں کو جس طریقے سے یہ ہیں اس طریقے سے لارہے ہیں رکھ رہے ہیں pass کر رہے ہیں اور اُس میں کوئی debate کرنا چاہیں اُسکو مزید قانون کو بہتر کرنا چاہیں اُس میں بھی انکا نہیں ہے تو اتنی سی بات تھی۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی آغالیات صاحب۔ سردار رضا محمد صاحب ایڈ والائز کا مقصد ہے کہ ساری چیزوں کو اکٹھا کر کے خپڑنکال کر کے اُسکا جواب دینا۔ جی آغاز صاحب۔

سید آ غالیاقت علی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میں مبارکباد دیتا ہوں کہ جو یہ Bill ہوا بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں اپنے اپوزیشن لیڈر اپنی بہن نے جو باتیں کی ہیں اُنکو appreciate بھی کرتا ہوں۔ ہمارے دل میں یہ درد ہے کہ ہم بلوجستان کے بچوں کو مفت تعلیم مہیا کریں۔ یہ اس House کی ذمہ داری ہے یہ ہمارے کاندھوں پر ہیں چیف منٹر کی ذمہ داری ہے جو جوانہوں نے بھائی ہیں میں سب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ 309 اسکول کھلے ہیں اُسکا بھی ذکر ایوان میں ہونا چاہیے نہیں کھلے ہیں اُسکا بھی، استاد حاضر ہوتے ہیں اُسکا بھی ہمیں موقع ملنا چاہیے تاکہ ہم اس ایوان میں اُنکو بتا دیں کہ کونسے اسکول کھلے ہیں۔ کونسے استاد آئے ہیں؟۔ یہی حال میں نے آپ سے بھی ذکر کیا تھا آپ نے بھی وعدہ کیا تھا چیف منٹر صاحب نے بھی میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ایک دن ہم اس Floor پر اجکو کیشن اور ہیلائٹ کو ضرور دیں گے تاکہ ہم لوگوں کو بتا سکیں تاکہ ہمارے ان منٹر صاحبان مشیر صاحبان جو بیٹھے ہیں جو ایک دم اٹھ جاتے ہیں ہر بات پر جواب دینے کیلئے اُنکو بتا سکیں کہ کیا کیا ہوا ہے کیا نہیں ہوا ہے میری آپ سے یہی گزارش ہے چیف منٹر سے گزارش ہے کہ اگر آپ اسکو extend کر رہے ہیں اجلاس کو تو اسکیں اجکو کیشن اور ہیلائٹ دونوں کو بھی لا لیں تاکہ ان پر بھی اس ایوان

میں بحث کیا جاسکے اور ان دونوں منشیوں کے سیکریٹری صاحبان اور ان لوگوں کو اُس دن حاضر کیا جائے تاکہ ہم انکو بتا دیں کہ کیا ہورہا ہے اس صوبے میں۔ کونے اسکول کھل گئے ہیں کونے ماسٹرز حاضر ہوئے ہیں، کونسا ہسپتال ہے کونے ہسپتال میں ڈاکٹرز حاضر ہوئے ہیں یہ سارا ہم بتا سکیں۔ ہم انکو کہیں کہ جی اس پر کیا عمل ہوا ہے۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ آپ اور چیف منسٹر صاحب لازمی ایک دن ان دو محکموں کیلئے رکھیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی پینٹری صاحب۔

جناب پینٹری مسٹر بلوچ: جناب اسپیکر! آج جو یہاں پر اجوبہ کیش کے حوالے سے یہ جو قرارداد منظور ہوئی ہے اُس پر implementation کیا جائیگا یہ واقعی ایک قابل تحسین اقدام ہے موجود گورنمنٹ کا کہ جنہوں نے پرانی سے میٹرک تک تعلیم کو مفت قرار دے دیا ہے اب اسے ہمارے بلوچستان میں جو تعلیمی ratio ہے اُس ration میں اضافہ ہو جائیگا خاص طور پر وہ طبقات جو محروم طبقات ہیں جن کی اتنی استطاعت نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو پڑھا سکیں اب وہ اس اعلان سے اس اقدام سے میں سمجھتا ہوں کہ اُن تمام طبقات جو محروم طبقات ہیں انکو فائدہ پہنچ گا۔ اسیں آپ یہ دیکھیں کہ پہلے ادوار میں جب یہ کہا جاتا تھا کہ اسکو لوں میں کتابیں مفت فراہم کی جائیں گی۔ اور پورا سال گزر جاتا تھا وہ کتابیں مارکیٹ تک نہیں آتی تھیں۔ اور اسکو لوں میں جب وہ کتابیں آتی تھیں تو بھی اُسکا کسی قسم کا کوئی ایسا سٹھن نہیں تھا کہ وہ طالب علموں تک پہنچیں۔ مگر اب یہاں پر جو اقدامات اٹھائے گئے ہیں کہ اُن بچوں کی جو فیسیں ہیں وہ بھی امتحانی فیسیں بھی نہیں لی جائیں گی اسکوں کی فیس ہیں وہ بھی نہیں لی جائیں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کا یہ ایک علم دوست اقدام ہے۔ خاص طور پر ہماری جماعت پیشناہ پارٹی نے جو election campaign کا آغاز کیا اپنے منشور میں ہم نے اُسکو focus، education کو رکھا۔ اور ہم نے یہ کہا کہ ہم بلوچستان میں تعلیم کو مفت کریں گے۔ آج یہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنی پارٹی کا وہ جو ایک ایکشن کا منشور تھا اُس پر عملدرآمد کرتے ہوئے government کے تعاون سے آج ہم نے وہ اپنا منشوری اقدام بھی پورا کیا ہے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ گذشتہ دونوں جب مادری زبانوں میں تعلیم کا Bill pass کیا گیا یہ دونوں اقدامات کو جب ہم دیکھیں تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم موجودہ اسمبلی میں جو بیٹھے ہوئے ارکین ہیں وہ علم دوست ہیں وہ اپنے عوام کو تعلیم دینا چاہتے ہیں وہ اپنے آنے والی نسل کو بہتر مستقبل دینا چاہتے ہیں۔ شکریہ اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی بابت صاحب۔

جناب عبداللہ جان بابت (مشیر برائے وزیر اعلیٰ، جنگلات و جنگلی حیات، ماحولیات، امور حیوانات): شکریہ

جناب اپیکر صاحب۔ واقعہ آج جو یہ تاریخی اقدام ہوا ہے مفت تعلیم کا یہ ہمارے لیئے اور ہماری حکومت کا ایک بہت اچھا اقدام ہے۔ جناب! تعلیم ایک بنیادی چیز ہے اور اس سے تمام صوبے میں جو غریب لوگ ہیں انکو بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔ کیونکہ لوگوں میں یہ جتو پیدا ہو جائیگی کہ واقعی مفت تعلیم ہے آج کل بچوں کیلئے ہو ہماری حکومت اقدامات کر رہی ہیں اس سے اور بھی زیادہ جو بچوں کو اسکا لرشپ دے دیگی اور ہمارے ایم پی اے صاحبان ہیں وہ بھی اس پر کوشش کر رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ غریب بچوں کو وظائف دیں۔ تاکہ وہ آگے جا کر مزید تعلیم حاصل کریں۔ یہ اور بھی خوشی کی بات ہے ابھی مولانا صاحب تو نہیں ہیں انکے پارٹی کے لوگ تو بیٹھے ہیں۔ ہمارے لیئے یہ بہت تاریخی دن ہے آج کہ ہمارے جمیعت العماۃ اسلام جو کبھی تعلیم کی۔ یہ ایسے نہیں ہے کہ ہم کسی کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں یہ بالکل یہاں پر XXXXX جاری ہوتے تھے کہ تعلیمی اداروں کو، جب ایک تعلیمی ادارہ بند ہوتا تھا۔ باقاعدہ طور پر XXXXXXXXXX آج مجھے یہ خوشی ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ۔ یہ میں اسلئے تاریخی آپکو حقاً بتارہ ہوں کہ ایک ہماری تاریخ میں۔

جناب اپیکر: جی بابت صاحب۔ ایک منٹ۔

جناب عبید اللہ جان بابت (مشیر برائے وزیر اعلیٰ، جنگلات و جنگلی حیات، ماحولیات، امور حیوانات) :
جناب اپیکر صاحب! آپ نے جو کہا تھا کہ ہمارا جو ہوائی راستے لوگ استعمال کر رہے ہیں یا احسن اقبال کی،
جناب اپیکر: بابت صاحب! اللہ آپ کو خوش رکھ۔

جناب عبید اللہ جان بابت (مشیر برائے وزیر اعلیٰ، جنگلات و جنگلی حیات، ماحولیات، امور حیوانات) :
جناب اپیکر ایسے نہیں ہے کہ اللہ آپ کو بھی خوش رکھے گا۔ یہ دعاوں سے نہیں۔ یہ میں fact آپکو بتارہ ہوں ایک تاریخی حقیقت۔۔۔ (مدخلت)۔

جناب اپیکر: سمیٹیں انکی بات کو۔

جناب عبید اللہ جان بابت (مشیر برائے وزیر اعلیٰ، جنگلات و جنگلی حیات، ماحولیات، امور حیوانات) :
جناب اپیکر صاحب بولنے تو دیں۔

جناب اپیکر: جو بھی کسی لیڈر کے خلاف بات کریگا اُسکو حذف کیا جاتا ہے۔

☆ بگم جناب اپیکر یہ الفاظ -XXXX-XXXXXXX کا روائی سے حذف کر دیئے گئے۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ، جنگلات و جنگلی حیات، ماحولیات، امور حیوانات: جناب اپیکر صاحب! چالیس سال سے----(مدخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: جی مہربانی کر کے سارے اراکین بیٹھ جائیں دو منٹ بیٹھ جائیں ناں۔ میڈم آپ بھی بیٹھ جائیں۔ بیٹھیں ناں آپ نے ایسی بات کی ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ دیکھیں ایک منٹ please بیٹھیں۔ بیٹھیں۔ بات تو سنیں۔ بابت صاحب! بیٹھ جائیں ناں۔ بھئی یہ سارے اسپیکر زندگی دیں۔۔۔ (ماہیک بند)۔ بس کریں، تشریف رکھیں۔ بیٹھ جائیں بیٹھ جائیں سن لی یہ آپ کی باتیں۔ بیٹھ جائیں۔ رضا بڑیج صاحب اب میں Floor آپ کو دیتا ہوں۔ چلیں رضا بڑیج صاحب آپ بیٹھیں۔ House اب جاگ گئی ہے۔ جی رضا بڑیج صاحب The Floor is with you. رضا بڑیج صاحب! دیکھیں ایجوکیشن آپکے پاس ہے۔ You have to reply. حامد اچکزئی صاحب کی تقریری کی دوران ہم نے سو جانا ہے آپ تقریر کریں۔ نہیں آج نہیں آج نہیں دونگا بس آج rest کریں۔ نہیں رضا بڑیج صاحب۔ نہیں ڈاکٹر صاحب! آپ تو معاشرہ کریں ناں آپ وہ ڈاکٹر ہیں جو شخص بھی اپنی مرضی کی اور مریض بھی اپنی مرضی کا۔ جی سردار رضا محمد صاحب۔

سردار رضا محمد بڑیج (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ تعلیم): میں شکریہ ادا کرتا ہوں آپ کا کہ ایجوکیشن کے حوالے سے آج مجھے کچھ بولنے کا موقع مل رہا ہے۔

جناب اسپیکر: جی بالکل آپ کریں اور آپ ایوان کا شکریہ ادا کریں کہ It has been passed unanimously.

(مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ تعلیم): میں اس House کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ایجوکیشن کو جو priority ملنی چاہیئے تھی وہ میرے خیال میں ساٹھ، پینٹھ سالوں میں وہ نہیں ملی۔ جس کی وجہ سے شاید بہت زیادہ متاثر جو ہوئے ہیں وہ بلوچستان کے لوگ ہیں بلوچستان کے طلباء ہیں۔ آج ہم literacy کی جوبات کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے بات کی ہے کہ literacy کے حوالے سے ہمارے پاس اتنا علم بھی نہیں ہیں کہ ہم یہ کہہ سکیں بڑے دھڑے سے کہ ہماری educated families کتنی ہیں ہمارے educated بچے کتنے ہیں اور کس cadre کے بچے کس class میں ہیں؟۔ ہمارے پاس آج بھی ساڑھے بارہ ہزار اسکول ہیں اور چھپیں ہزار ہمارے settlements ہیں۔

جناب اسپیکر: جی male female?

(مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ تعلیم): male, female، اسکول ہمیں اور چاہیئے اتنی ہی settlements ہمارے ایسی ہیں جس میں ہمارے پاس اسکول نہیں ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا gap ہے

جسکہ ہم نے پُر کرنا ہے signatories کے ہم Millennium development goal کے ہم ہیں۔ پاکستان اسکا پابند ہے کہ ہم 2015ء تک تمام بچوں کو اسکولوں میں داخلہ دیں گے۔ لیکن بدقتی یہ ہے کہ آج بھی ہمارے آدھے سے زیادہ بچے اسکول سے باہر ہیں۔ Millennium development goal کے ہم MPG's signatory ہونے کے باوجود بھی ہم بچوں کو نہیں پہنچاسکتے، ہمارے آدھے بچے آج بھی out of schools ہیں۔ جو بچے داخل ہوئے ہیں اسکول میں اور جو داخلہ لے پچے ہیں آج بھی 12500 بچے ان میں کتنے بچے پر امری اسکول کے level تک جاتے ہیں؟۔ یہ بھی کسی کو معلوم نہیں ہے۔ پر امری اسکول سے لیکر ڈل اسکول تک ہماری bout draw اُس سے زیادہ ہو جاتی ہیں جی۔ ڈل اسکول سے ہائی اسکول کی تعداد جو ہماری بڑھتی ہے وہاں bout draw اُس سے بھی زیادہ ہیں۔ ہم نے کبھی بھی اس طرف توجہ نہیں دی۔ آج ہم ایک چیز کی ابتداء کر رہے ہیں۔ اراکین کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ آج بھی اگر ہم اسکی ابتداء کرتے ہیں تو ہم شاید دس سال ہمیں اور چاپئے ہو گا کہ اُس level تک ہم پہنچ سکیں جس سے ہمارا ہر بچہ اسکول میں جائیگا اور آڑیکل 25 کے تحت ہمیں ہر بچہ لازمی تعلیم اور اسکوا اسکول میں بھیجنے کیلئے ہم پابند ہونگے۔ اسکول بنانا اتنا مشکل کام ہے یا نہیں ہے میرے خیال میں اتنا زیادہ مشکل نہیں ہیں ہم اسکول بناسکتے ہیں۔ لیکن بدقتی یہ ہے کہ اگر ہم بچوں کو اسکول میں بھیجنے بھی ہیں تو ہمیں ٹیچرز چاپئے۔ financial impact اتنا زیادہ ہے کہ شاید ہماری گورنمنٹ اسکو پورا نہیں کر سکتی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ اراکین بیٹھے ہوئے ہیں یہاں پر، میں آپکے توسط سے اس Floor پر کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں مزید وسائل کی ضرورت ہے۔ ہمارے budgeting سے ہمارے اسکول کی پوری نہیں ہوگی۔ کچھ تلنے تجربات ہم نے کرنے ہیں اور وہ تلنے تجربات ایسے ہیں کہ ہمیں ٹیچرز کو بھی پابند کرنا ہے۔ اگر یہی ٹیچرز، اگر یہی ٹیچروں کا work-force ہم تجھ معنوں میں استعمال کر سکیں تو ہم تقریباً چھ لاکھ مزید بچے اسکولوں میں ڈال سکتے ہیں اسی خرچ کے ساتھ انہیں ٹیچرز کے ساتھ انہیں اسکولوں کے ساتھ۔ ہم نے اُس سسٹم کو ٹھیک کرنا ہے لیکن بدقتی پھر ہماری یہ ہے کہ آج بھی ہمارے پاس education sector کا کوئی بھی statistic موجود نہیں ہے۔ اگر موجود ہے تو authentic authentication کے ساتھ کوئی بات کرتے ہیں تو ہمیں اس چیز پر بہت غور کرنا ہے۔ ہم نے سب سے پہلے بنیاد اس بات کی رکھنی ہے کہ ہم نے اعداد و شمار جمع کرنے ہیں۔ کہ ہمارے کتنے بچے ہیں کتنے بچے اسکولوں میں ہیں کتنے ہماری bout draw ہے کتنے بچے مدرسوں میں ہیں۔ اسلئے کہ draw bout کے بہت سارے بچے مدرسوں میں بھی جاتے ہیں۔ ہمارے

بہت سارے بچے جو ہم لوگوں نے شاید account میں نہیں دیجئے ہیں وہ ہمارے پرائیویٹ اسکولوں میں بھی ہیں۔ لیکن وہ settlements جس میں ہمارے اسکول موجود ہیں ان اسکولوں کی تعداد بہت کم ہیں۔ ہم نے مزید اتنے ہی اور اسکول بنانے ہیں۔ اور ان اسکولوں کو بنانے کیلئے ہمارے پاس ایک strategy ہونی چاہیئے کہ ہم نے کتنے سالوں میں کتنے اسکول بنانے ہیں اور کتنے بچوں کو ہم نے آئندہ چند سالوں میں اسکولوں میں بھیجنے ہے۔ اس کیلئے ایک strategic plan بنانا ہے جس پر ہم کام کر رہے ہیں۔ Balochistan میں بھیجا ہے۔ اس کیلئے ایک implementation Education Sector Plan باقی ہے۔ ہماری سب سے بڑی کوشش یہی ہو گی کہ ہم بلوچستان میں education sector میں statistics جمع کریں اعداد و شمار جمع کریں اور اسکے مطابق اپنی planning کریں اور ایک strategic plan بنائیں کہ ہم نے کیسے بچے بھیجنے ہیں۔ آج بھی ہمارے پاس اسکول کے سسٹم میں پانچ ہزار بچے multi-grade school میں single teacher, single room school میں داخل ہیں جی۔ اگر ہم کسی جگہ یہ بات کرتے ہیں کہ ہم multi-grade اور single-teacher اسکولوں میں بچوں کو پڑھاتے ہیں تو شاید یہ ہمارے لیئے بلوچستان حکومت کیلئے بدنامی کا باعث بنے گا جی۔ ہم نے اسکو full-fledge redress کرنا ہے ہم نے پورے اسکول بنانے ہیں جی۔ نئے اسکولوں کے بنانے کیلئے ہمارے پاس criteria ہے کہ ہم 300 اسکول سال کے بنائیں گے۔ 300 اسکولوں کو upgrade کریں گے پرائزی سے مل۔ اور 00 3 اسکولوں کو ہم مل سے ہائی اسکول بنائیں گے۔ اُسکی cost-impact کا اندازہ کرنا پڑیا ہمیں بڑے اچھے financial resources چاہیئے کہ ہم اسکو support کر سکیں اُس plan کو کر سکیں جس میں ہم نئے اسکول بنائیں۔ upgradation کریں اسکولوں کی اور اسی طرح ہم آگے بڑھ سکتے ہیں ورنہ ہم آگے نہیں بڑھیں گے۔ میں یہ بات admit کرتا ہوں یہاں اس ایوان میں کہ ہم نے بڑا serious توجہ دینا ہے اس sector کی طرف۔ ہم نے بند اسکولوں کی بات کی کہ ایک اچھی بات ہم روایت کی ہے کہ جو اسکول ہمارے بند ہیں ان اسکولوں کو ہم نے کھولنا ہے اور جتنے اسکولوں کو ہم نے ابھی کھولے ہیں ان میں کام ہو رہا ہے کہ ہم انشاء اللہ انکو update رکھتے جائیں۔ ایک کوشش جو ہماری رہی ہے یہ ہے کہ ہم statistics میں ہم کوشش یہ کریں گے کہ ہر بچے کا ہم code بنائیں گے۔ ہر ٹیچر کا code بنائیں گے ہر اسکول کی mapping کریں گے۔ اگر ہم یہ plan بنائیں گے تو ہمارے نہ

گھوٹ schools endowment کے بعد کوئی مسئلہ ہو گا کہ ہم بعد بچہ کہاں جاتا ہے۔ آج ہمیں پتہ نہیں ہے کہ بچہ جب اسکول میں draw-bout show کرتے ہیں لیکن وہ draw-bout حقیقت میں کس طرح ہوتی ہے وہ اسکول چھوڑ کے جاتا ہے تعلیم چھوڑ کر کے جاتا ہے یا کسی اور alternate school میں جاتا ہے یا کسی اور جگہ پڑھتا ہے۔ تو ان چیزوں پر ہم لوگوں نے کام کرنا ہے۔ اسکے لیے ہمیں ایک پورا دن چاہیے کہ ہم اس پر debate کریں اور اگلے سیشن میں اگر کسی جگہ ہم رکھ سکتے ہیں تو ہمیں یہ priority دینی ہے کہ ہم اس پر کام کر سکیں۔ Thank you very much.

جناب اسپیکر: Thank you۔ ڈاکٹر مالک صاحب! قائد ایوان! آپ کو نے دن کو کرانا چاہتے ہیں ہیلٹھ اور ایجوکیشن پر debate کرانا چاہتے ہیں؟ ہمارے پاس تین working days ہیں ابھی تک۔ دو بڑھانے کے بعد۔ کیونکہ ایجوکیشن اور ہیلٹھ دونوں پر debate آپ کرائیں۔ کل کادن بھی ہم سیشن میں جائیں گے۔ پھر ہم جمعرات کو بھی سیشن میں ہیں پھر ہفتہ کو بھی سیشن میں ہیں، انشاء اللہ۔

(وزیر قانون و پارلیمانی امور، اطلاعات، پراسکیوشن): جناب اسپیکر! ہفتہ کو میرے خیال میں۔
جناب اسپیکر: جی ہفتہ کو مک کیا کریں گے، لوگوں نے نکنا ہوتا ہے علاقوں میں اپنے حلقوں میں۔ آپ کے پاس کل کادن ہے پرسوں کادن ہے، دو دن ہیں آپ کے پاس۔ پھر ایجوکیشن کی debate جس دن آپ کہیں تو وہ سارے تیاری کر کے کچھ اراکین آ جائیں۔ تو کل ہم ایجوکیشن کی kick-off debate کو کرادیتے ہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں تازہ تازہ ہیں لوگ alert ہیں، کام کر کے آئیں گے اور پھر اگلے دن وہ جو واقعہ ہوا ہے خضدار کا اسکا بھی اعتماد میں لینا ہے House کو، ڈاکٹر صاحب کے بھی notice میں ہے۔ اور اسکے بعد پھر ہیلٹھ کی debate شروع کرادیتے ہیں۔ جی۔ شکریہ۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ مورخہ 29 جنوری بوقت 03:00 بجے دوپہر تک adjourn کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس بوقت دوپہر 03:00 بجے اختتام پذیر ہوا)۔